عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۳ تا ۹/صفر ۱۴۳۰ھ مطابق یکم تا ۷/فروری ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۵

احکامِ اذان

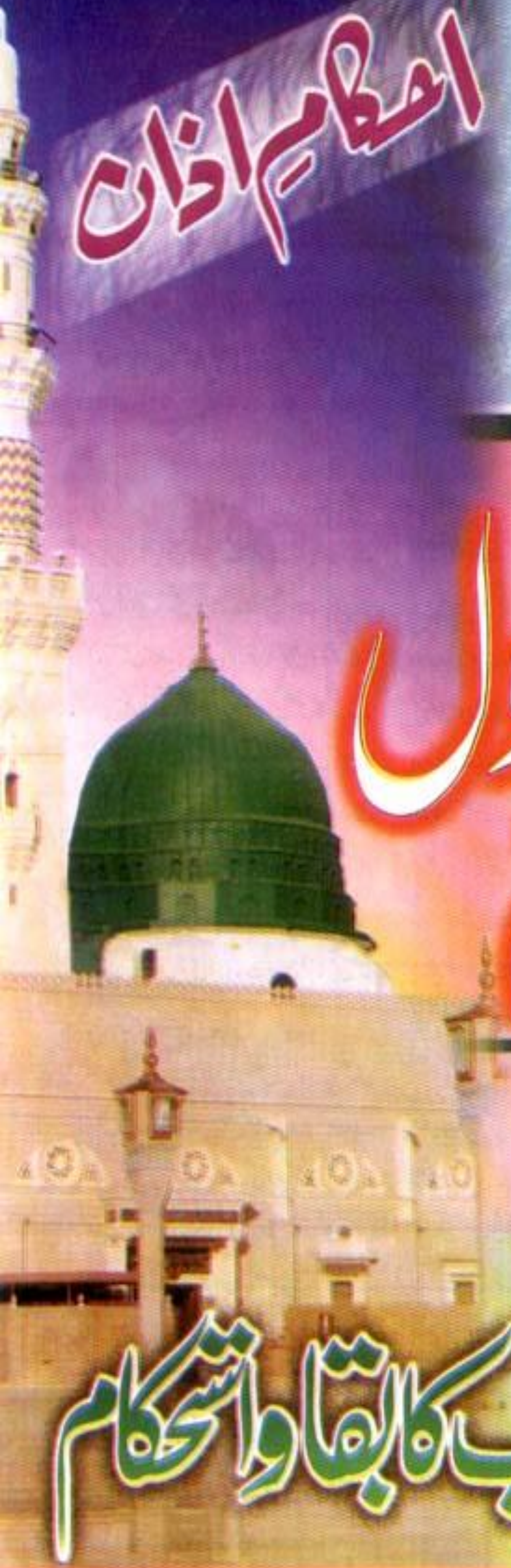

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رفیق ڈوگر کی علمی اور فکری ٹھوکر

اسلامی فکر و تہذیب کا بقا و استحکام

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قادیانی زندیق کیلئے قرآن خوانی، ایصال ثواب کرنے والے کا حکم

مولانا سعید احمد جلالپوری

محمد یٰسین ندیم، لاہور کینٹ

س:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ایک شخص جو ایک تعلیمی ادارے کا سربراہ ہے، کہتا ہے کہ: ''میں مسلمان ہوں اور مرزائیوں کو کافر سمجھتا ہوں'' مگر ایک مرزائی خاتون ٹیچر مس ماجد کے آنجہانی (فوت) ہونے پر اس شخص نے اس کا جنازہ پڑھنے کا حکم دیا، اور اس پر مسلمان اسٹاف میں اس مرزائی خاتون ٹیچر کے نام پر شیلڈز تقسیم کیں۔ اس کی وفات پر سالانہ چھٹی کا اعلان کیا، اس بارے میں شرعی احکامات درج فرمائیں کہ ایسا شخص مرتد ہے یا نہیں؟

مزید یہ کہ مذکورہ بالا شخص نے اپنے تعلیمی ادارے کے کورس میں شامل کرنے کے لئے ایک کتاب اپنے مرزائی اسٹاف کی زیر نگرانی لکھوائی، کتاب کا نام ''قربان آگہی'' رکھا گیا، آگہی فارسی زبان کا لفظ ہے جو ''قربان کی معلومات'' ''واقفیت عامہ'' یا ''قربان کی علمیت'' کا معنی دیتا ہے۔ اس کتاب میں ایک صفحہ پر لباس کا تذکرہ کیا اور درمیان میں خالی جگہ پر بائیں طرف بلاوجہ ایک زنانہ جوتی کی تصویر بنائی اس جوتی کے نیچے والی تحریر میں اللہ جل شانہ اور رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی لکھا ہوا ہے، جو تقریباً اس جوتی کی نوک تک پہنچتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۲ پر ہیروز اور ماڈل رولز یعنی نمونہ، راہنما، پسندیدہ شخصیات کے زیر عنوان اوپر محمد علی جناح کی تصویر، نیچے اپنی تصویر، درمیان میں سرور کائنات کا نام لکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدمقابل سرسیّد احمد، فاطمہ جناح، محمد علی جناح اور قربان علی یعنی اپنا نام لکھا کہ: بچو بتاؤ: ان میں سے تمہارا ہیرو یا ماڈل رول کون ہے؟ چنانچہ بہت سے بچوں نے قربان پر ہیرو کا نشان لگا دیا تو اس پر شور برپا ہوا۔

محترم علمائے کرام! ختم نبوت کے لئے ہزاروں شمع رسالت کے پروانوں نے خون کے نذرانے پیش کئے، سابق وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی نے بانی پاکستان کا جنازہ نہیں پڑھا، جس ادارے میں مسلمانوں کے بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہوں، اس ادارے کا سربراہ مرزائی ٹیچر کا جنازہ پڑھانے کا حکم دے اور اس کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کرائے، پھر اس کے نام کی شیلڈز تقسیم کروائے، اس کی وفات کے دن اسکول میں سالانہ چھٹی کا اعلان کروائے اس کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھا جائے؟ نیز اس کی مرزائی نوازی اس بات سے بھی عیاں ہے کہ جب ابتدا میں لوگوں نے اس کتاب میں درج گستاخی کے خلاف فون کئے، بچوں کے والدین نے کتاب پر احتجاج کیا تو اس نے کہا کہ: ''جاؤ! میں اسکول کا پرنسپل ہوں جو چاہوں نصاب رکھوں'' اس کے علاوہ اس نے اسکول کی ہیڈ مسٹرس (رفعت) بھی مرزائی رکھی ہوئی ہے، جب اس کے خلاف جلوس نکالے گئے تو اس نے دیگر سات مرزائی معلمات کو فارغ کردیا، مگر ہیڈ مسٹرس کو عارضی چھٹی دے کر گھر بھیج دیا کہ جب حالات درست ہوجائیں گے پھر واپس آجانا، کیا یہ بھی نادانستگی سے کر رہا ہے؟

۱: جو شخص اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اوپر زنانہ جوتی کی تصویر بنوائے، ہیرو اور ماڈل رولز کے ناموں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنے نام کے مدمقابل رکھے کیا (نعوذ باللہ) ایسا شخص پھر بھی مسلمان ہے؟

۲: قادیانی خاتون کے جنازے پر احتجاج کے بعد، اس کے لئے قرآن خوانی پر احتجاج کے باوجود باقاعدہ ضد میں آکر اعلان کرکے مرزائی کے لئے ادارے میں چھٹی کروانا، ایصال ثواب کے لئے

باقی صفحہ ۲۷ پر

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۲۳تا۲۹/صفر المظفر ۱۴۳۰ھ مطابق یکم تا ۷/فروری ۲۰۰۹ء شمارہ:۵

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

رفیق ذوگری علمی فکری ٹھوکر!	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
اطاعت رسول ﷺ	۹	ڈاکٹر محمد بقا
مرزا قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہی کا فتویٰ کفر (۲)	۱۲	مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی
اسلامی فکر و تہذیب کا بقاء و استحکام	۱۵	عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی
قاتلانہ حملے اور سازشیں (۲)	۱۷	مولانا عبدالرحمٰن کیلانی
کربلائے فلسطین	۲۰	مجاہد
احکام اذان	۲۲	مولانا محمد ابرار الحق
خبروں پر ایک نظر	۲۴	ادارہ
گلدستہ	۲۵	انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road Multan

Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:

35.Stockwell Green

London. SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

دُنیا میں چار آدمیوں کی مثال

ترجمہ:... ''حضرت ابو کبشہ اَنماری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں، اور تم سے ایک بات بیان کرتا ہوں اسے اچھی طرح ذہن میں بٹھالو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کہ جن تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں، ان میں سے پہلی بات تو یہ ہے کہ) بندے کا مال صدقہ کرنے سے کبھی کم نہیں ہوتا، (کیونکہ صدقے کی بدولت اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور بہت سی آفات جن میں بے دریغ مال صَرف ہوتا، ان سے آدمی محفوظ ہوجاتا ہے، اور پھر صدقے کی بدولت نہ صرف دُنیا میں اس کے مال میں برکت ہوتی ہے بلکہ آخرت میں اسے سات سو گنا تک بدلہ بھی ملے گا) اور (دُوسری بات یہ کہ) جب بھی کسی بندے پر ظلم کیا جائے جس پر وہ صبر کرے (اور جواب میں کوئی انتقامی کارروائی نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کی عزّت بڑھا دیتے ہیں، اور (تیسری بات یہ کہ) جب بھی کسی بندے نے (مخلوق سے مانگنے اور) سوال کرنے کا دروازہ کھولا، اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں، اسے اچھی طرح ذہن میں بٹھالو! چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: دُنیا بس چار (قسم کے) آدمیوں کے لئے ہے، ایک وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال بھی دیا اور (اَحکامِ شرعیہ کا) علم بھی، پس وہ مال کے بارے میں اپنے ربّ سے ڈرتا ہے (کہ کسی ناجائز ذریعے سے مال سمیٹنے کی کوشش نہیں کرتا، بلکہ صرف حلال وطیب ذرائع پر قناعت کرتا ہے) اور (پھر مال ہاتھ میں آجانے کے بعد وہ اسے اپنی خواہشات میں نہیں اُڑاتا بلکہ) اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس مال میں اللہ تعالیٰ کا حق جانتا ہے (اور اس حق شناسی کی بنا پر جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے کا حکم فرمایا ہے، وہاں خرچ کرتا ہے) یہ شخص تو سب سے افضل مرتبے میں ہے۔

دُوسرا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم تو عطا فرمایا مگر مال نہیں دیا، پس وہ اپنے (علم و معرفت کی وجہ سے) سچی نیت رکھتا ہے، وہ کہتا ہے کہ: ''اگر میرے پاس بھی مال ہوتا تو میں اس میں وہی عمل کرتا جو فلاں صاحب کر رہے ہیں (اور اس کی طرح مال کو کارِ خیر میں خرچ کرتا)'' پس اس شخص کو اپنی نیت کا ثواب ملے گا، پس ان دونوں شخصوں کا اَجر وثواب برابر ہے۔

تیسرا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا مگر علم نہیں دیا، پس وہ اپنے جہالت کی وجہ سے مال کو (اپنی خواہشات میں) اندھا دُھند خرچ کرتا ہے، نہ تو (مال کے حاصل کرنے میں) خدا کا خوف رکھتا ہے (کہ حلال وحرام کی تمیز کرے)، اور نہ اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے، اور نہ وہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حق جانتا ہے (اس لئے مال کی تحصیل اور اس کے صَرف کرنے میں کسی حکمِ شرعی کی رعایت نہیں کرتا) یہ شخص بدترین مرتبے میں ہے۔

چوتھا وہ بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ تو علم دیا، نہ مال، پس وہ کہتا ہے کہ: ''اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی مال میں فلاں آدمی کی (جس کا ذکر تیسرے نمبر پر ہوا) روش اختیار کرتا (مثلاً: جس طرح اس نے اپنی لڑکی لڑکے کی شادی دُھوم دھام سے کی اور اس میں کنجریاں نچائیں، میں بھی اسی طرح ٹھاٹ سے بچوں کی شادیاں کرتا)'' پس یہ شخص اپنی نیت کی وجہ سے گنہگار ہے، اور ان دونوں کو (جو تیسرے اور چوتھے نمبر پر ذکر کئے گئے ہیں) برابر گناہ ہوگا۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۵۹)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

یہ حدیثِ پاک بہت ہی سبق آموز ہے، اس میں سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مضمون حلفیہ ارشاد فرمائے ہیں، اور اس حلف کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عام طور پر لوگوں کا نظریہ اور ان کی رَوش بالکل اُلٹ ہے، عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صدقہ و خیرات دینے سے مال کم ہوجائے گا، چونکہ مال کی محبت دلوں میں جمی ہوئی ہے، اس لئے مال کم ہونے کا خیال صدقہ وخیرات اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے مانع آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنی ضروریات بلکہ لغو اور مہمل خواہشات پر ہزاروں روپیہ اُڑادیتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہوئے جان نکلتی ہے، اور اگر خرچ کریں بھی تو نہ صرف فقراء و مساکین پر، بلکہ خدا تعالیٰ پر گویا احسان کررہے ہیں۔ (جاری ہے)

مولانا سعید احمد جلال پوری

حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں

رفیق ڈوگر کی علمی، فکری ٹھوکر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۵/جنوری ۲۰۰۹ء کے ص:۳، پر بقول خود ’’محدود عقل‘‘ کے مالک جناب رفیق ڈوگر صاحب نے ’’دیدشنید‘‘ کے ذیل میں: ’’فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں‘‘ کے نام سے ایک کالم لکھا ہے، جس میں موصوف نے واقعی اور سچ مچ اپنے کالم کے عنوان کی لاج رکھتے ہوئے اپنے اوپر ’’زیادتی عقل‘‘ کی تہمت نہیں آنے دی، بظاہر تو موصوف نے مذہبی بحث و تحقیق کرنے والوں پر پھبتی کسی ہے کہ مذہبی ابحاث وہی لوگ چھیڑتے ہیں یا ان میں وہی لوگ اپنی صلاحیتیں صرف کرتے ہیں، جن کے پاس فالتو عقل ہوتی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

’’ہم نے کوئی مذہبی بحث نہیں چھیڑی تھی، کیوں نہیں چھیڑی تھی؟ اس لئے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور دین پیشہ نہیں ہوتا اور ہم نے بہت ہی پہلے اکبر الٰہ آبادی کا ایک شعر پڑھا تھا کہ: مذہبی بحث میں نے کی ہی نہیں، فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں۔‘‘

کالم کا عنوان دیکھ کر ابتدائی طور پر ہمارے ذہن میں بھی یہی آیا کہ موصوف نے کسی کی عقل نارسا کا رونا رویا ہے، لیکن جوں جوں کالم پڑھتے گئے، اس تصور کی نفی ہوتی گئی، چنانچہ موصوف نے جب چلتے چلتے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے قطعی عقیدہ کا انکار کرتے ہوئے اپنی انوکھی تحقیق اور علم و دانش کے جوہر دکھلائے تو اندازہ ہوا کہ موصوف نے جو کچھ لکھا ہے وہ حقیقت واقعہ ہے، بلکہ ان کے پاس فالتو عقل تو کجا، بقدر ضرورت عقل بھی نہیں ہے۔

کیونکہ اگر ان کے پاس ذرہ بھر عقل فہم ہوتی یا ان کو فہم و فراست سے کچھ بھی علاقہ ہوتا تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی حیات اور ان کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار کرکے قرآن و سنت اور اجماع امت کی آہنی دیوار سے سر ٹکرا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی ہمنوائی کی ’’عقل مندی‘‘ کا مظاہرہ نہ کرتے۔

جناب رفیق ڈوگر صاحب نے اپنے کالم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا جس ’’معقول‘‘ انداز میں انکار کیا ہے، اس سے ان کی ’’عقل و فہم‘‘ کی پرواز اور ’’علم و تحقیق‘‘ کی معراج کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، لیجئے! ملاحظہ کیجئے! چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

’’ہمارا جس اسلام پر ایمان ہے، جس قرآن کو ہم اس دین اسلام کی اللہ کی طرف سے بھیجی راہ راست کی طرف رہنمائی کرنے والی کتاب مانتے ہیں، اس کتاب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اور نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو اور نہیں سولی پر چڑھایا انہوں نے اس کو، بلکہ یہ وہم ہے ان کا، اور یقیناً جو لوگ اختلاف رکھتے ہیں اس میں، اصل میں وہ وہم میں مبتلا ہیں اس معاملہ میں، نہیں رکھتے وہ اس معاملے میں کوئی ثبوت، پیروی کر رہے ہیں وہ صرف ایک وہم

کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو واقعی نہیں!! اٹھالیا اس کو اللہ نے طرف اپنی اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔“ (۱۵۸،۱۵۷:۴)

اور اس وقت کو یاد کرو جب کہا اللہ نے: اے عیسیٰ یقیناً میں تمہاری دنیاوی زندگی پوری کر رہا ہوں اور اٹھا رہا ہوں تمہیں طرف اپنی، اور پاک کرنے والا ہوں تمہیں ان لوگوں کی صحبت سے، انکار کیا ہے جنہوں نے حق کا۔ (۵۵:۳)

”اٹھا رہا ہوں تمہیں طرف اپنی“ ترجمہ ہے ”ورافعک الیٔ“ کا، کیسے اٹھا رہا ہوں؟ کیسے اٹھایا تھا؟ اس بارہ میں اہل علم نے متشابہات کا ٹھیک ٹھیک مفہوم متعین کرنے میں لمبی چوڑی بحثیں کی ہیں، لیکن جب کہا جاتا ہے کہ: ”جب فلاں کا وقت آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھالیا۔“ تو ہر کوئی اس کا مفہوم سمجھ نہیں جاتا؟ جب کہا جائے کہ: ”اے اللہ تو فلاں کو اٹھالے“ تو ہے کوئی جسے اس کا مطلب سمجھ نہ آتا ہو؟۔“

جناب رفیق ڈوگر صاحب کی ”فہم وفراست“ ”عقل ودانش“ اور ”علم وتحقیق“ پر بحث کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے، ان کی حیات اور قرب قیامت میں نزول کے عقیدہ کی اہمیت وعظمت اور حیثیت وحقیقت اور ایمانیات میں ان کے درجہ کی وضاحت کر دی جائے، چنانچہ یہ عقیدہ قرآن وسنت اور چودہ صدیوں کے اکابر علماء، فقہاء اور مجتہدین کا متفقہ عقیدہ ہے، گزشتہ چودہ صدیوں میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس قماش کے لوگوں کے علاوہ کسی صاحب عقل وفہم نے اس کا انکار نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اس پر اجماع چلا آ رہا ہے کہ: ”جو شخص بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء، ان کی حیات اور قرب قیامت میں دوبارہ نزول کا انکار کرے، وہ بالاجماع کافر ومرتد ہے۔“

اس عنوان پر ہر دور میں اکابر محققین نے داد تحقیق دیتے ہوئے مفصل ومطول کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی ”التصریح بما تواتر فی نزول المسیح“ اور ”عقیدۃ الاسلام“ وغیرہ قابل ذکر ہیں، اس کے علاوہ اس آخری دور میں اردو زبان میں اس عنوان پر سب سے جامع اور محقق دستاویز حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کا عقیدہ“ ہے، جو آپ کی کتاب تحفہ قادیانیت جلد سوم میں درج اور ۲۶۴ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں عہد خداوندی، حضرات انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ کے اجماع کے علاوہ حضرات تابعینؒ سے لے کر صدی وار پندرہ صدیوں کے اکابر علماء، فقہاء، محدثین اور مجددین امت کی باحوالہ تصریحات نقل کی گئی ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ابتدا میں حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کا قائل تھا اور بعد میں اس نے اس سے انکار کر دیا، تو موصوف کی ان قلا بازیوں کو بیان کرتے ہوئے حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے ”مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ اہل عقل وانصاف کی عدالت میں“ کے عنوان سے مزید ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ایک لاجواب تحقیق سپرد قلم فرما کر حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو مبرہن ومنقح فرمایا اور حیات ونزول عیسیٰؑ کے انکار کے سلسلہ کی تمام تلبیسات کا پردہ چاک کیا۔ جبکہ حضرت شہیدؒ ہی نے ”نزول عیسیٰ علیہ السلام چند تنقیحات وتوضیحات“ کے نام سے ۲۱۰ صفحات کی ایک اور بے مثال کتاب لکھ کر انکار، حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے مریضوں کے لئے نسخۂ شفا مہیا فرمایا ہے، دیکھا جائے تو تحفہ قادیانیت جلد سوم اس مسئلہ کی مکمل تحقیقات اور اس قسم کے شبہات کے تفصیلی جوابات پر مشتمل لاجواب دستاویز ہے۔ الغرض مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے علاوہ آج تک کسی صحیح الدماغ انسان نے اس عقیدہ کا انکار نہیں کیا۔“

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو خیر سے علم وعقل اور فہم وفراست سے نابلد ہے، وہ اس مسلمہ قطعی اور اجماعی عقیدہ کے خلاف قلم اٹھا کر مسلمانوں کے دین وایمان کو خراب کرنے کے درپے ہے۔

اب آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ یہ عقیدہ واضح، غیر مبہم ہے یا چشم بددور رفیق ڈوگر کے بقول یہ متشابہات میں سے ہے؟ اور قرآن وسنت میں اس کی کوئی وضاحت نہیں ملتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف زندہ اٹھایا تھا؟ یا قادیانی عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے کر بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا؟

چونکہ یہ مختصر مضمون تفصیلات کا متحمل نہیں ہے، اس لئے اگر کسی کو مکمل تحقیق وتفصیل مطلوب ہو تو اسے ان مذکورہ کتب کی طرف رجوع کرنا چاہئے،... جن کی

طرف سطور بالا میں اشارہ کیا جاچکا ہے… تاہم اس سلسلہ کی چند گزارشات پیش کی جاتی ہیں:

ا:…… حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں امت مسلمہ کا متواتر اور اجماعی عقیدہ تین حصوں پر مشتمل ہے،ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بہ جسد عنصری آسمان پر اٹھائے گئے،دوم یہ کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں،اور تیسرے یہ کہ وہ قرب قیامت میں دجال کے قتل کے لئے نازل ہوں گے،پھر ان کی وفات ہوگی، اور یہ تینوں باتیں لازم وملزوم ہیں،اگر وہ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو یقیناً نازل بھی ہوں گے،یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبوی اور اکابر امت کی تصریحات میں کبھی بہ مقتضائے مقام ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی ان کے آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونے اور واپس آنے کا تذکرہ کیا گیا اور خبر دی گئی۔

۲:…… حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے،حیات اور قرب قیامت میں ان کے دوبارہ نزول کا عقیدہ قطعی،متواتر اور ضروریات دین میں سے ہے،اس لئے اس کا منکر کافر ومرتد ہے،اس لئے کہ اس عقیدہ کا انکار قرآن کریم،متواتر احادیث اور اجماع امت کا انکار ہے اور معمولی عقل وفہم کا انسان جانتا ہے کہ قرآن کریم کی آیات یا احادیث متواتر اور اجماع امت کا انکار کفر ہے۔

۳:…… قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے معنی ومفہوم کی تعیین میں امت کی اجماعی تفسیر کے خلاف اپنی جانب سے ان کا کوئی معنی ومفہوم متعین کرنا زندقہ ہے۔

۴:…… دین اسلام،ان عقائد وعبادات اور اعمال کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے نقل ہوتے ہوئے ہم تک پہنچے ہیں،ان میں سے جو امور تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں،ان کا ثبوت قطعی ویقینی ہے،ایسے امور ضروریات دین کہلاتے ہیں،اور ضروریات دین کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

۵:…… دین کے متواترات میں سے کسی ایک کا انکار کرنا پورے دین کے انکار کے مترادف ہے۔ان تصریحات کے بعد اب ملاحظہ ہو کہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ورفع الی السماء کے بارہ میں کیا کہتا ہے؟:

الف:…… سورۃ آل عمران میں ہے:''یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ۔''(آل عمران:۵۵)

ترجمہ:''اے عیسیٰ! میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھالوں گا اپنی طرف''

ب:…… اسی طرح سورۂ نساء میں ہے:''وما قتلوہ وما صلبوہ ۔''(النساء:۱۵۷)

ترجمہ:''اور انہوں نے نہ اس… عیسیٰ… کو مارا اور نہ سولی پر چڑھایا۔''

ج:…… اس سے ذرا آگے ہے:''وما قتلوہ یقینا بل رفع اللہ الیہ۔''(النسأ:۱۵۷،۱۵۸)

ترجمہ:''اور اس… عیسیٰ علیہ السلام… کو قتل نہیں کیا بے شک،بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف…''

کیا ان آیات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے نہ قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پورا پورا جسم وروح سمیت اپنی طرف اٹھالیا؟ کیونکہ اگر اس سے رفع روحانی اور یا بلندیٔ درجات مراد لیا جائے… جیسا کہ رفیق ڈوگر صاحب فرماتے ہیں… تو اس کا یہ معنی نہ ہوگا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے اور قتل کرنے کا جو مکر اور تدبیر کی تھی،اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو موت دے کر اس کی تکمیل فرمادی؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتلایا جائے کہ ارشاد الٰہی:''ومکروا ومکر اللہ''…انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کا توڑ کیا… کا کیا مصداق ہے؟

۶:…… اگر خدانخواستہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زمین پر موت دے دی گئی تھی اور وہ زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے تو ارشاد الٰہی:''وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیٰمۃ یکون علیھم شھیداً''(النسأ:۱۵۹)…اور جتنا فرقے ہیں اہل کتاب کے،سو عیسیٰؑ پر ایمان لائیں گے،اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ… کا کیا معنی ہے؟ ڈوگر صاحب ہی بتلائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اہل کتاب کے تمام فرقے ایمان لاچکے ہیں؟ کیا یہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کی واضح دلیل نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو بتلایا جائے کہ حضرت امام بخاریؒ نے صحیح بخاری ''باب نزول عیسیٰ بن مریم''میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول سے اس کی تفسیر کیوں فرمائی ہے؟(ملاحظہ ہو:صحیح بخاری ص:۴۹۰،ج:۱)

۷:......اسی طرح ارشاد الٰہی: ''وانہ لعلم للساعۃ'' (الزخرف:۶۱)...اور وہ نشان ہے قیامت کا... حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کی واضح دلیل نہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے تو بتلایا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''نزول عیسیٰ ابن مریم قبل یوم القیمۃ'' (موارد الظمآن، ص:۴۳۵)...اس سے حضرت عیسیٰ بن مریم کا قیامت سے پہلے نازل ہونا مراد ہے...سے اس کی تفسیر کیوں فرمائی ہے؟؟

۸:......نیز صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت، تابعین، ائمہ اربعہ، محدثین اور مجتہدین کا اجماع اور متواتر احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت میں نزول اور قتل دجال کا تذکرہ، ان کی حیات اور آسمان سے نازل ہونے پر کافی دلیل نہیں؟ اگر نہیں تو صحیح مسلم، مسند احمد کی اس حدیث جیسی بیسیوں احادیث جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر نص ہیں، ان کا کیا معنی ہے؟ چنانچہ یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے، ملاحظہ ہو:

''عن جابر رضی اللّٰہ عنہ، سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: ''لا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق، ظاہرین الی یوم القیامۃ، قال: فینزل عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، فیقول امیرہم: تعال! صل لنا، فیقول: لا، ان بعضکم علی بعض امراء، تکرمۃ اللّٰہ ہذہ الامۃ.'' (صحیح مسلم ص:۸۷، ج:۱، مسند احمد ج:۳ ص:۳۴۵)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق کی خاطر لڑتی اور قیامت تک غالب رہے گی۔ پس عیسیٰ بن مریمؑ نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر...امام مہدی...عرض کرے گا کہ تشریف لائیے ہمیں نماز پڑھائیے! آپؑ فرمائیں گے نہیں! تم میں سے بعض، بعض پر امیر ہیں، یہ حق تعالیٰ کی جانب سے اس امت کا اعزاز ہے۔''

ایسا لگتا ہے کہ ڈوگر صاحب کی معلومات ملحدین کی ''تحقیقات'' کی مرہون منت ہیں یا پھر قرآن کریم کی تحریف پر مشتمل مستشرقین کے تراجم ہی ان کی معراج ہے۔ چنانچہ اس قطعی اور منصوص عقیدہ کے خلاف انہوں نے جو کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے اس کی بنیاد صرف اور صرف ان کی عقل وفہم ایک اردو محاورہ ہے، جو کسی کی موت کے موقع پر بولا جاتا ہے کہ: ''فلاں کو اللہ تعالیٰ نے اٹھالیا'' اور دوسری اہم بنیاد علامہ اسد کا وہ ترجمہ ہے جو انہوں نے محمد علی لاہوری قادیانی سے مستعار لیا ہے، بتلایا جائے کہ قرآن کریم، متواتر احادیث، اجماع امت اور چودہ صدیوں کے اکابر محققین کی تحقیق وتعامل کے مقابلہ میں ان کے ان ''بھاری بھرکم'' دلائل کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے؟

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تائید میں جن صاحب کے ترجمہ قرآن کو بطور استشہاد پیش کیا ہے خود ان کی اپنی دینی اور ایمانی حیثیت مشکوک ہے۔ چنانچہ ڈوگر صاحب وفات عیسیٰؑ کے سلسلہ میں جن علامہ اسد کی رائے کو وزنی قرار دے رہے ہیں، ان کا تعارف یہ ہے کہ ان کا اصلی نام لیوپولڈ تھا، جو بعد میں اسد قرار پائے۔

دراصل لیوپولڈ اسد پولش نژاد یہودی تھے، جو اسلام قبول کرنے کے بعد پاکستان کی سول سروس میں قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کے ذریعہ متعارف ہوئے اور ان پر قادیانی اور مرزائی تعلیمات کا اثر تھا، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے انگریزی ترجمہ قرآن میں ختم نبوت اور حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں وہی کچھ لکھا ہے، جو انہوں نے اپنے قادیانی اساتذہ سے سیکھا اور پڑھا، چنانچہ لیوپولڈ اسد صاحب نے اپنے ترجمہ قرآن ''دی میسیج آف دی قرآن'' میں ارشاد الٰہی: ''انی متوفیک ورافعک الیّ'' کا وہی ترجمہ کیا ہے، جو محمد علی لاہوری قادیانی نے کیا تھا۔ (دیکھئے محمد علی قادیانی کا ترجمہ قرآن ایڈیشن ششم، ص:۱۴۷)۔

اس لئے ہم جناب ڈوگر صاحب سے درخواست کریں گے کہ وہ قادیانی اور یہودی پروپیگنڈا سے متاثر ہوکر اس قطعی عقیدہ کا انکار نہ کریں۔ اس سے قادیانیوں اور یہودیوں کو کچھ فائدہ ہو یا نہ ہو، البتہ ڈوگر صاحب کی دنیا وآخرت ضرور تباہ وبرباد ہوجائے گی۔ اسی طرح ہم نوائے وقت کے ذمہ داروں سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ ایسے قطعی اور محکم عقائد کے بارہ میں مضامین شائع کرنے سے قبل یہ دیکھ لیا کریں کہ اس سے ملک وقوم اور نئی نسل پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ اگر وہ اسلام اور اسلامی عقائد کی اشاعت وترویج نہیں کرسکتے تو کم از کم کفر اور کفریات کی اشاعت کا سبب بھی نہ بنیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر محمد بقا

قرآن کریم میں منصب نبوت کے بارے میں جو تفاصیل ملتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کی قوم کو اس کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا گیا:

''وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ۔'' (۴:۶۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے صرف اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق اس کی اطاعت کی جائے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب الٰہی صرف کلی، اصولی اور اہم تعلیمات پر مشتمل ہوتی ہے اور تفصیلی جزئیات اگر ملتی ہیں تو رسول کی زندگی میں ملتی ہیں، گویا کتاب متن ہوتی ہے اور رسول کی زندگی اس کی شرح اور شرح بھی ایسی جس کا ہر لفظ صاحب کتاب کی منظوری اور اس کے حکم سے لگایا جاتا ہے، چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو صراحتاً یہ فرمایا گیا ہے کہ:

''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی'' (۳:۵۳)

ترجمہ: ''آپ اپنی خواہش نفس سے نہیں کہتے، جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے جو آپ کے پاس بھیجی جاتی ہے۔''

واقعہ بھی یہی ہے کہ وحی خفی سے زیادہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وحی جلی کی شرح کرے۔

اللہ تعالیٰ نے جو نبی یا رسول بھی بھیجا، انسانوں ہی میں سے بھیجا، اس میں سب سے بڑی مصلحت یہی تھی کہ انسانوں کے لئے اس کی اتباع ممکن ہو، تاریخ انبیاء بتاتی ہے کہ اپنے ہی جیسے ایک انسان کو رسالت کے منصب پر فائز دیکھ کر ہر قوم نے تعجب کا اظہار کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی رسالت کا اعلان فرمایا تو سابقہ امتوں کی طرح قریش کی زبان سے بھی یہی نکلا کہ: ''ابعث اللہ بشرا رسولا'' (۱۷:۹۴)... ''کیا اللہ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔''

اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

''آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے کہ اس میں چلتے بستے تو البتہ ہم آسمان پر سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔'' (۱۷:۹۵)

واقعہ یہ ہے کہ انسانوں کے لئے انسان کے سوا کسی مخلوق کی زندگی رہنما نہیں بن سکتی، جہاں تک اللہ کی توحید، اس کی ربوبیت، عبادت، معاشرت اور قیامت کا تعلق ہے ان کے متعلق اللہ کے احکام اور اس کی تعلیمات تو فرشتہ بھی پہنچا سکتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ نہ تھا کہ صرف علمی انداز میں لوگوں تک اس کی تعلیمات پہنچ جائیں بلکہ منشاء یہ بھی تھا کہ انسان کے سامنے نمونہ بھی موجود ہو کہ ان تعلیمات پر عمل کیسے کیا جاتا ہے، فرشتے کی زندگی میں انسانی معاشرت کے لئے کوئی نمونہ نہیں، جو مخلوق کھانے پینے اور ازدواجی و معاشرتی تعلقات سے بے نیاز ہو وہ اس انسان کے لئے نمونہ کیسے بن سکتی ہے جس کی فطرت اس کی فطرت سے بالکل مختلف ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان جتاتے ہوئے یہ فرمایا:

''لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم۔'' (۳:۱۶۴)

ترجمہ: ''البتہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے۔''

انسانی کردار کی تشکیل میں نقل کا عنصر شعور کے عنصر سے کہیں زیادہ ہے، شعور کے مرحلے تک پہنچنے سے پہلے ہی انسان وہ تمام باتیں سیکھ لیتا ہے جو اس کے شخصی بلکہ قومی کردار تک کی تشکیل کر دیتی ہیں اور یہ تمام باتیں وہ نقل سے سیکھتا ہے۔ زبان، رہن سہن کے طریقے، لباس کی وضع قطع، عادات و اخلاق، رسم و رواج ان تمام باتوں میں بچے اپنے ماں باپ کی نقل کرتے ہیں، چھوٹے بڑوں کی اتباع کرتے ہیں اور عوام امراء و حکام کی تقلید کرتے ہیں اور پھر یہی متوارث نقل قوموں کی جدا جدا تہذیب کا تشخص کرتی ہے، ان قومی اور جغرافیائی تشخصات کے ساتھ ساتھ ایک ایسے مرکزی کردار کی ضرورت تھی جس میں ایسی روحانی اور اخلاقی کردار جمع ہوں جو سب کے لئے قدر مشترک کا کام دے سکیں، اور جس کی زندگی، زبان، رنگ و نسل اور قوم و وطن کے اختلاف کے باوجود سب کے لئے نمونہ ہوتا کہ دنیا توحید کے اعتقادی وحدت کے ساتھ ساتھ مرکزی کردار کی اتباع کے نتیجے میں عملی وحدت میں بھی منسلک رہے، ایسا مرکزی کردار صرف

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار ہے جنہیں عالمگیر دین دے کر قیامت تک آنے والی تمام انسانی نسلوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا اور پورے عالم انسانیت کو یہ بتا دیا گیا کہ ”لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ“ (۱۶۴:۳) ”البتہ رسول اللہ میں تمہارے لئے اچھا نمونہ موجود ہے۔“

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر حکم دیا گیا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مثالی کردار کی اطاعت اور اتباع کی جائے، فرمایا گیا:

”یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔“ (۳۳:۴۷)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔“

”اطیعوا الرسول لعلکم ترحمون۔“ (۵۶:۲۴)

ترجمہ: ”رسول کی اطاعت کرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔“

”ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔“ (۸۰:۴)

ترجمہ: ”اور جس نے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔“

”فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔“

ترجمہ: ”پس اللہ اور اس کے نبی اُمّی رسول پر ایمان لاؤ اور اس (رسول) کی اتباع کرو، امید ہے کہ تم ہدایت پاؤ گے۔“

اطاعت اور اتباع میں اصطلاحی طور پر یہ فرق کیا جاتا ہے کہ اطاعت کا اطلاق فرائض و واجبات، عبادات اور اوامر و نواہی پر ہوتا ہے اور اتباع کا اطلاق سنن و آداب اور سیرت نبوی پر، اسی لئے علماء یہ کہتے ہیں: ”اطیعوا اللہ فی فرائضہ والرسول فی سنتہ۔“ یعنی ”اطاعت کرو اللہ کی اس کے فرائض میں اور رسول کی اس کی سنتوں میں۔“

اطاعت کبھی اس طرح بھی کی جاتی ہے کہ جس کی اطاعت کی جارہی ہے، اسی کے سامنے جسم تو کسی خوف یا طمع کی وجہ سے جھک جائیں لیکن دل و دماغ باغی رہیں، ظاہر میں اطاعت ہو اور باطن میں انحراف، لیکن رسول کی اطاعت اس طرح مطلوب ہے کہ جسم کے ساتھ دل و دماغ بھی جھکیں اور ظاہر کے ساتھ باطن بھی منقاد و مطمئن ہو، چنانچہ فرمایا گیا:

”فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما۔“ (۶۵:۴)

ترجمہ: ”پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کا آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرائیں، پھر آپ کے تصفیے سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔“

اس آیت کریمہ میں اطاعت کے اس اعلیٰ مرتبہ کو پیش کیا گیا ہے جسے رضا و تسلیم کہتے ہیں اور اس کی صراحت کردی گئی ہے کہ اس کے بغیر ایمان کی دولت نصیب نہیں ہوسکتی۔

قرآن کریم کی طرح احادیث میں بھی جابجا اتباع سنت کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا گیا:

”علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔“

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: ”تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کی اتباع لازم ہے۔“

ایک حدیث میں ہے:

”خدا کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کا خوف اور تقویٰ رکھتا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، پس جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو اختیار فرماتے تو اس میں رخصت پر عمل فرماتے، کچھ لوگ رخصت سے بچتے اور عزیمت پر عمل کرنا چاہتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:

”اس قوم کا کیا حال ہے کہ وہ اس سے بچتی ہے جسے میں اختیار کرتا ہوں، مجھے قسم ہے خدائے ذوالجلال کی کہ میں ان سب سے زیادہ خدا کو اور اس کی رضا کو جاننے والا ہوں اور اللہ کے خوف و دہشت کے اعتبار سے ان میں سب سے زیادہ سخت ہوں۔“

مطلب یہ ہے کہ اس علم و خشیت کے باوجود میں رخصت پر عمل کرتا ہوں تو اچھی طرح سمجھ لو کہ یہی حق ہے اور یہی مقتضائے حکمت ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جنہوں نے انکار کیا۔“

صحابہ کرامؓ کو اس بات پر تعجب ہوا کیونکہ جب آپ کو رسول مان کر آپ کی امت کا ایک فرد ہوگیا وہ آپ کا انکار کیسے کرے گا؟ اور جس نے انکار کیا وہ

امت کا ایک فرد کیسے ہوگا؟ انہوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟

"آپ ؐ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً اس سے انکار کیا۔" (بخاری کتاب الاعتصام)

معلوم ہوا کہ رسول کو رسول مان لینے کے باوجود اس کی اطاعت نہ کرنا یہ اس کا انکار ہے اور یہ منافقانہ طرز عمل انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے جنت میں نہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

"میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں کہ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت۔"

ایک حلقے کا کہنا ہے کہ مادی ترقی کے اس دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کو اپنانا جو آج سے چودہ سو سال پرانا طرز زندگی ہے، رجعت پسندی ہے اور ترقی کے لئے مانع ہے لیکن کیا واقعہ یہی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کی جو روش بتائی ہے اور جس طرز زندگی کا نمونہ ہمارے لئے چھوڑا ہے وہ ترقی کے لئے مانع ہے؟ کیا آپ ؐ نے یہ فرمایا ہے کہ پختہ سڑکیں نہ بناؤ، ریل کے لئے پٹریاں نہ بچھاؤ، راستوں کو کچا رہنے دو تا کہ تم گھوڑے یا بیل گاڑی کی منزل سے آگے نہ بڑھ سکو؟ کیا آپ ؐ نے یہ فرمایا ہے کہ دشمن کے ہاتھ میں خواہ ایٹم بم ہوں تم تلوار، ڈھال سے ہی آگے بڑھو؟ کیا آپ ؐ نے اللہ کا یہ پیغام نہیں پہنچایا کہ:

"اور ان (کافروں) کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اس کے ذریعے سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی۔" (۸:۶۰)

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ خالص مادی ترقی کی راہیں یہ ہیں، دنیا کی مادی لذتیں اس طرح حاصل ہوتی ہیں جہاز اس طرح بنتے ہیں اور بم اس طرح تیار ہوتے ہیں، لاسلکی سے پیغام رسانی کے طریقے یہ ہیں، کھیتی اس طرح کی جاتی ہے، باغبانی کے طریقے یہ ہیں، ان چیزوں میں تو خود انسانی عقل بہت تیزی سے کام کرتی ہے، اسی لئے تو آپ ؐ نے فرمایا کہ: "انتم اعلم بامور دنیاکم" ... تم اپنے دنیاوی امور کو زیادہ جانتے ہو ... آپ ؐ نے وہ باتیں بتائی ہیں جن تک یا تو عقل کی رسائی نہیں یا رسائی ہے تو مادی فوائد کی خاطر انسان ان کی پرواہ نہیں کرتا، مثلاً اگر کوئی سڑک بنانی ہو تو رسول کی تعلیمات میں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ زمین بلڈوزر سے اس طرح ہموار کی جاتی ہے، گٹی اس طرح بچھائی جاتی ہے، رولر اس طرح پھیرا جاتا ہے اور سڑک کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے ڈامر یا سیمنٹ استعمال کیا جاتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل اور اس کی جانب سے یہ حکم آپ کو ضرور ملے گا کہ جو کام بھی کیا جائے پوری دیانت سے کیا جائے، اب اگر سڑک بنانے میں جدید ترین آلات اور بہتر میٹریل استعمال کیا جائے لیکن دیانت کے عنصر کو نکال دیا جائے تو کیا وہ سڑک پانی کے ایک ریلے میں بہہ نہ جائے گی اور کیا دنیا میں ایسی مثالوں کی کمی ہے؟

اگر آج ہمیں یہ مطلوب ہو کہ ہم بھی اپنے ملک میں جہاز سازی کے کارخانے اور ایٹمی تنصیبات قائم کریں تو اس سلسلے میں ہمیں آگے قدم بڑھانے ہوں گے اور ان ممالک سے استفادہ کرنا ہوگا، جہاں پہلے سے یہ چیزیں قائم ہیں، لیکن اگر ہم یہ جاننا چاہیں کہ زندگی کی تعمیر کس طرح ہوتی ہے تو اس کے لئے ہمیں آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے لوٹنا ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اپنی نگاہیں مرکوز کرنی ہوں گی۔ حضرت امام مالک کا قول ہے: "اس امت کے پچھلے لوگوں کی اصلاح بھی صرف انہی خطوط پر ہو سکتی ہے جن خطوط پر اس امت کے اگلے لوگوں کی اصلاح ہوئی۔" اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کو یہ نہ ملے گا کہ جہاز کیسے بنتے ہیں تو روحانی اور اخلاقی اقدار سے عاری جہاز سازوں کی زندگی میں آپ کو یہ بھی نہ ملے گا کہ زندگیاں کیسے بنتی ہیں؟ ہر چیز اپنے منطقے میں ملتی ہے، بزاز کی دکان پر دوا اور عطار کی دکان پر کپڑا نہیں ملتا۔

اتباع رسول دراصل ان بلند روحانی اقدار کی اتباع ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنی کامل و مکمل شکل میں جمع ہوگئی تھی اور جن کے بغیر چاہے مادی ترقی ہو جائے عالم انسانیت کا امن و سکون ممکن نہیں، حالانکہ یہی امن و سکون اصل مطلوب ہے اور اسی کے لئے تمام تر جدوجہد کی جاتی ہے۔

اب تھوڑی دیر کے لئے تصور کیجئے ایسے وقت کا جب اس دنیا میں نہ صداقت ہو نہ دیانت، نہ عدل ہو نہ احسان، نہ عفت ہو نہ شجاعت، نہ فرض شناسی ہو نہ اطاعت، نہ ہمدردی ہو نہ غمگساری، نہ ایفاء عہد ہو نہ امانت اور اس طرح تمام اخلاقی اقدار یکسر ختم ہو جائیں تو کیا ایسی دنیا میں انسان ایک لمحے بھی سکون کا سانس لے سکے گا اور کیا ایسی دنیا انسان کے لئے جہنم نہ ہوگی؟ معلوم ہوا کہ یہ دنیا اگرچہ مادی دنیا ہے لیکن اس کا امن و سکون یا جنت یا جہنم بننا روحانی اور اخلاقی اقدار پر منحصر ہے اور یہ روحانی اقدار اگر اپنی مثالی شکل میں ملتی ہیں تو صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہے۔ (جاری ہے)

مولانا عبدالحق خان بشیر نقشبندی

گزشتہ سے پیوستہ

مرزا قادیانی کے خلاف حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ کفر

حضرت گنگوہیؒ کا مطبوعہ فتویٰ کفر

جب خان احمد رضا خان صاحب بریلوی نے (حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ وغیرہ) اکابر علماء دیوبند کی بعض عبارات میں قطع برید کرکے اور ان کو خانہ ساز مفہوم کا جامہ پہنا کر علماء حرمین شریفین سے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کر لیا' تو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے علماء حرمین شریفین کو خان صاحب بریلوی کے مکر وفریب اور دجل وتلبیس سے آگاہ کیا اور ان کے سامنے اسلاف دیوبند کے عقائد ونظریات کی اصل وحقیقی تصویر رکھی' اس پر علماء حرمین شریفین نے اپنی تسلی کے لئے ۲۶ سوالات مرتب کرکے علماء دیوبند کے پاس ارسال کئے۔ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے علماء دیوبند کے نمائندہ کی حیثیت سے ان کے جوابات تحریر کئے جو "المہند علی المفند" کے نام سے عربی میں طبع ہوئے اور پھر حضرت سہارنپوریؒ نے ہی ان کا اردو ترجمہ کیا اور آج کل وہ عربی متن اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں' اس وقت کے جید اکابر علماء دیوبند حضرت شیخ الہندؒ حضرت تھانویؒ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ وغیرہ نے ان کی تائید وتصدیق فرمائی' اس اعتبار سے وہ جماعت دیوبند کی ایک اجماعی دستاویز ہے' علماء حرمین شریفین نے جو سوالات ارسال کئے ان میں ایک سوال مرزا قادیانی سے متعلق بھی تھا' اس کے جواب میں حضرت مولانا سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

"ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت ومسیحیت مرزا قادیانی کے بارہ میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہم پر ظاہر نہ ہوئی' بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے' اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان سے زیبا ہے' ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کرکے محمل حسن پر حمل کرتے رہے اور اس کے بعد جب اس نے نبوت ومسیحیت کا دعویٰ کیا' اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس پر کافر ہونے کا فتویٰ دیا' قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے اور بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے' یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں"۔

(المہند علی المفند ص:۷۱،۷۲)

اس سے واضح ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کا مرزا قادیانی کے خلاف فتویٰ کفر باقاعدہ طور پر شائع ہو چکا ہے' ہمیں تو تلاش بسیار کے باوجود وہ دستیاب نہیں ہو سکا' ممکن ہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ریکارڈ میں وہ موجود ہو اور "احتساب قادیانیت" کی کسی جلد میں شائع ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری مدظلہ کے مرتبہ "فتاویٰ ختم نبوت" کی کسی جلد میں شائع ہو چکا ہو' کیونکہ ہمیں اس کی تیسری جلد کے علاوہ کسی جلد کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا' بہر حال اس فتویٰ کا جاری وشائع ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کے مکاتیب' مفاوضات رشیدیہ

حضرت مولانا سید محمد اشرف علی سلطان پوریؒ کا شمار شیخ المحدثین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے اور طریقت میں وہ حضرت گنگوہیؒ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں' اپنے شیخ ومرشد حضرت گنگوہیؒ سے اپنی فکری وباطنی اصلاح کے لئے انہوں نے مختلف عنوانات پر جو خط وکتابت کی اسے انہوں نے اپنے پاس محفوظ رکھا' اگست ۱۹۳۸ء میں ان کے صاحبزادہ حکیم سید نور الحسن منظور سلطان پوری مرحوم نے اپنے والد بزرگوار کے نام حضرت گنگوہیؒ کے وہ مکاتیب "مفاوضات رشیدیہ" کے نام سے شائع کر دیے۔ یہ رسالہ استاذ المکرم حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب گورمانی زید مجدہم کے کتب خانہ میں موجود ہے اور انہوں نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے ہمیں وہ پورا رسالہ فوٹو کاپی کرا کے عنایت فرمایا۔ خدا تعالیٰ ان کا سایہ صحت

وسلامتی کے ساتھ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے' اور ہمیں ان کے علوم وفیوض کی برکات سے ہمیشہ مستفید ہونے کی توفیق بخشے آمین۔

حضرت گنگوہیؒ کے ان مکاتیب میں سے بعض مرزا قادیانی سے بھی متعلق ہیں' ان مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جوں جوں مرزا قادیانی کی ماموریت' مجددیت اور مہدویت کے دعاوی سے نبوت ورسالت کی طرف پیش رفت جاری رہی توں توں حضرت گنگوہیؒ کے اس کے بارہ میں تأثرات وفتاویٰ میں بھی تبدیلی وشدت آتی چلی گئی جو بالآخر فتویٰ کفر تک پہنچی۔ آیئے ان مکاتیب کے مطالعہ اور حوالہ سے حضرت گنگوہیؒ کا نکتہ نظر سمجھنے کی کوشش کریں۔

پہلا مکتوب: قادیانی کا عقیدہ ناحق ہے' البتہ تکفیر مناسب نہیں

مولانا محمد اشرف علی سلطان پوریؒ نے مرزا قادیانی کے اس وقت کے مطبوعہ بعض افکار ودعاوی کے شرعی حکم کے بارہ میں حضرت گنگوہیؒ سے ان کا مؤقف دریافت فرمایا' تو حضرت گنگوہیؒ نے درج ذیل جواب تحریر فرمایا:

''مولوی اشرف علی' بعد سلام مسنون مطالعہ فرمائیں۔ عقیدہ جمہور خلف وسلف علمائے معتبرین کا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے نزول فرمائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے جو ایک شخص خاص زندہ مدعی الوہیت کا خروج کرے گا اور اس باب میں جس قدر احادیث صحاح ہیں کہ خروج دجال ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اثبات ان احادیث سے ہوتا ہے وہ سب اپنے حقیقی معانی اور ظاہر پر ہیں نہ اس بات میں تاویل ہے نہ معنی مجاز واستعارہ کے اشارہ غیر مفہوم' غیر متبادر معنی کی طرف ہے' پس صاحب فتح الاسلام مرزا غلام احمد نے جو اس کے خلاف تحقیق کیا ہے کہ احادیث کے ظاہر معنی مراد نہیں اور استعارات ہونا اس کا ثابت کیا ہے اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور خروج دجال موعود معین کا انکار کیا ہے اور اس کو اپنا عقیدہ اور حق لازم قرار دیا ہے' یہ تحقیق ان کی اور یہ عقیدہ ان کا اور یہ مراد لینا ان کا ان اخبار سے خطا فاش اور انحراف جادۂ صواب ہے' اس میں چند وجوہ ہیں:

اولاً: باتفاق تمام اہل لغت وعلمائے دین کے نصوص کو معانی حقیقی پر حمل کرنا واجب ہے' جب تک یہ فرقہ بندی محقق نہ ہو۔

ثانیاً: عقائد کے باب میں ایسے استعارات واشارات سے ارشاد کرنا شارع علیہ السلام کا اس عقیدہ کو کہ سوائے ایک دو مفہم محدث طبقہ تیرہویں صدی کے کوئی اس کی مراد کو نہ پہنچے منصب نبوت کے خلاف ہے' کیونکہ ایسے احکام کو واضح طور پر بیان کرنا ضروری ہوتا ہے نہ کہ بطور معما کے۔

ثالثاً: اس تحقیق سے تمام علمائے سلف وخلف کو نہ فہم کرنے والے مراد ان احادیث کے قرار دینا کہ کوئی بھی آج تک ان احادیث کے مقصد کو نہ سمجھا یہ سخت آفت ہے۔

رابعاً: تمام امت کو عقیدہ ناحق وناصواب پر معتقد قرار دینا کہ وہ سب مقبول ایسے امر پر مدت العمر متفق ومدعی رہے' یہ بھی نہایت نازیبا رائے ہے۔

خامساً: حدیث لاتجتمع امتی علی الضلالۃ کو رد کردینا ہے کہ ہر طبقہ کے علماء اس عقیدہ ناصواب کے سبب مجتمع علی الضلالۃ ہوجاتے ہیں' لہٰذا واضح رہے کہ یہ عقیدہ محدثہ مخترعہ ناصواب وناحق ہے......

مگر مع ہذا اس صاحب عقیدہ کی تکفیر مناسب نہیں اور انتظار جلد ثالث کا کرنا چاہئے کہ وہ خود توقف کرتا علماء کا تا مطالعہ جلد ثالث تحریر وتقریر سے لکھتے ہیں: بندہ انتظار جلد ثالث کا کرتا تھا' اب آپ کے تقاضے سے اپنی رائے سے آپ کو مطلع کرتا ہوں اور تخالف اس عقیدہ سے ظاہر کرتا ہوں فقط والسلام۔ مرزا صاحب سے ملنے میں مضائقہ نہیں''۔

تبصرہ

حضرت گنگوہیؒ کے مذکورہ بالا مکتوب پر تاریخ درج نہیں' لیکن اس سے پچھلے مکتوب (محررہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۰۸ھ) اور اس کے بعد والے مکتوب (محررہ ۲۴' جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکتوب ان دونوں مکاتیب کے درمیانی عرصہ کا ہے اور یہ وہ دور ہے جب مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ''فتح الاسلام اور توضیح مرام'' دونوں کتب شائع ہوچکی تھیں' یہ دونوں کتب ۱۸۹۰ء کے آخر میں تحریر کی گئیں اور ۱۸۹۱ء کے آغاز میں شائع ہوئیں' ان دونوں کتب میں عقیدہ حیات ونزول مسیح علیہ السلام' سے انکار کیا گیا تھا اور ابھی کے تیسرے حصہ ''ازالہ اوہام'' کا اعلان کیا گیا تھا کہ وہ عنقریب طبع ہوگی اور حضرت گنگوہیؒ اسی کی اشاعت کا انتظار کررہے تھے تاکہ اس کے بعد اپنی فائنل وحتمی رائے کا اظہار کیا جائے۔ یہ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء کے آخر میں طبع ہوئی لیکن اس کی اشاعت سے قبل مولانا اشرف علی سلطان پوریؒ نے جب ان دونوں مطبوعہ کتب ''فتح اسلام اور توضیح مرام'' میں حیات مسیح وغیرہ اجماعی مسائل سے انکار کیا گیا تھا' اس لئے حضرت گنگوہیؒ نے مرزا قادیانی کے ان نظریات فاسدہ کو من گھڑت' خود تراشیدہ بے بنیاد

اور ناحق قرار دیا' البتہ فتویٰ کفر جاری کرنے سے از راہ احتیاط گریز کیا' مرزا قادیانی کے اس باطل خود عقیدہ کو بے بنیاد اور ناحق ثابت کرنے کے لئے حضرت گنگوہیؒ نے درج ذیل پانچ بنیادیں قائم کیں۔ ملاحظہ فرمائیے!:

اولاً: یہ کہ علماء دین اور ائمہ لغت کے ہاں یہ اصول متفق علیہ ہے کہ منصوص ومعروف مسائل اور ظاہر کلام کے اندر الفاظ کو حقیقی وظاہری معانی پر محمول کرنا ضروری وواجب ہے جب تک کہ کسی قطعی ویقینی دلیل خارجی کے ساتھ کوئی دوسرا (اصطلاحی وعرفی وغیرہ) معنی ثابت ومتعین نہ ہو جائے' چونکہ نزول مسیح اور خروج دجال وغیرہ احادیث صحیحہ میں موجود الفاظ کے کسی قطعی ویقینی دلیل خارجی کے ساتھ وہ معانی ثابت نہیں ہوتے' اس لئے ان کو حقیقی وظاہری معانی پر ہی محمول کیا جائے گا اور مرزا صاحب کے اشارات واستعارات پر مبنی معانی باطل ومردود قرار پائیں گے۔

ثانیاً: یہ کہ شرعی وفطری طور پر صاحب شریعت (آنحضرت ﷺ) پر یہ لازم وضروری ہے کہ وہ عقائد واحکامات اور دیگر اسلامی تعلیمات کے اندر ایسے الفاظ استعمال کرے جو عام فہم ہوں اور امت آسانی سے ان کے مفہوم اور مقصود تک رسائی حاصل کر سکے' شارع علیہ السلام کی طرف سے عقائد اور احکامات کی تعلیمات شرعیہ میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن کا معنی ومفہوم امت کا کثیر طبقہ نہ سمجھ سکے صرف گنتی کے چند افراد ہی اس کے مفہوم ومقصود تک رسائی حاصل کر سکیں منصب نبوت ورسالت کے سراسر خلاف ہے' کیونکہ پیغمبر کا مقصد مسائل کو کھول کر بیان کرنا ہوتا ہے' نہ کہ مسائل کو معما بنا کر۔

ثالثاً: یہ کہ اگر مرزا صاحب کے مفہوم ومؤقف کو بالفرض درست تسلیم کرلیا جائے تو اس سے العیاذ باللہ تعالیٰ! یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ مرزا صاحب سے پہلے کے تیرہ سو سالہ ائمہ سلف وخلف ان احادیث کے حقیقی مفہوم ومقصود سے محروم رہے اور یہ احادیث ان کے نزدیک فقط ایک معما رہیں اور یہ امت مسلمہ کے لئے ایک بہت بڑی آفت ہے یعنی امت کے لئے یہ آزمائش ہے کہ تیرہ سو سالہ اکابر اگر ان احادیث کے مفہوم ومقصود تک رسائی حاصل کرنے سے محروم رہے تو باقی دینی تعلیمات کے بارہ میں ان پر کس حد تک اطمینان کیا جائے؟

رابعاً: یہ کہ اگر مرزا صاحب کا پیش کردہ معنی ومفہوم بالفرض صحیح اور حق تسلیم کرلیا جائے تو اس سے امت کے تیرہ سو سالہ اکابر واصاغر کے قبول کردہ معنی ومفہوم کا باطل ہونا لازم آتا ہے' گویا وہ اکابر مدت العمر تک صرف مکھی پر مکھی مارتے رہے اور اسی باطل وناحق عقیدہ کی اشاعت کرتے رہے' العیاذ باللہ تعالیٰ! گویا اس اعتبار سے ان کا ایک معنی ومفہوم پر اتفاق بھی باطل اور اس کی دعوت بھی باطل اور یہ ایک انتہائی غلط اور نازیبا حرکت ہے۔

خامساً: یہ کہ مرزا قادیانی کا یہ تصور جدید آنحضرت ﷺ کے فرمان: ''ان اللہ لایجمع امتی علی الضلالۃ'' کے بھی خلاف ہے' کیونکہ اس فرمان نبوی کی روشنی میں تو ایک دور کے اہل حق کا کسی باطل وگمراہ کن نظریہ پر تجمع ہونا ممکن نہیں' چہ جائیکہ تیرہ سو سال کے مختلف ادوار کے اہل حق سارے کے سارے کسی گمراہی پر جمع ہوجائیں لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ تصور ونظریہ سراسر باطل وبے بنیاد ہے۔

قطب الارشاد حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ کی بیان کردہ مذکورہ پانچ بنیادیں فہم قرآن وحدیث کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہیں' ان بنیادوں کو اگر اچھی طرح ذہن نشین کرلیا جائے تو قرآن وسنت کے فہم میں انسان کبھی ٹھوکر نہیں کھا سکتا' ماضی وحال کے جس فتنہ نے بھی فکری ونظریاتی ٹھوکر کھائی ہے وہ صرف مذکورہ بنیادوں سے انحراف کی بنیاد پر کھائی ہے اور یہ خرابی اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان انانیت وخود پسندی کا شکار ہو جائے اور اپنے بڑوں پر اعتماد باقی نہ رہے' علم وعقل میں خود کو ان سے بڑھ کر یا ان کے برابر سمجھنے لگے۔

☆☆..........☆☆

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی' مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

اسلامی فکر و تہذیب کا بقا و استحکام

عبداللہ خالد قاسمی خیر آبادی

انسانی تاریخ کا یہ بہت بڑا المیہ اور خسارہ ہے کہ ہر دور اور ہر زمانے میں اسلام اور اس کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں رہی ہیں، اور اس کے بڑھتے قدم کو روکنے کی ہر ممکن کوشش اور اس کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی رہی ہے۔ دراصل اسلام ایک آفاقی مذہب ہے، اس کی تعلیمات فطری ہیں جو بنی نوع انسان کی تمام ضروریات کا مکمل تکفل کرتی ہیں اور تمام شعبہ ہائے حیات میں مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں، اور یہ محض دعوی نہیں بلکہ اس کی عملی شہادت بھی تاریخ میں موجود ہے، جو صحیح عقل وفہم اور سلیم الطبع اہل علم حضرات پر مخفی نہیں ہے، اسلام کا یہی امتیاز اور خصوصیت ہر دور اور ہر زمانہ میں دشمنان اسلام کی آنکھوں کا کانٹا بنا رہا، لہذا اس مذہب کو مٹانے اور اس کو فرسودہ باور کرانے کے لئے ہر دور میں اس کے خلاف سازشیں کی گئیں اور بڑے منظم اور منصوبہ بند طریقہ سے اسلامی تعلیمات کو ''انسانیت کی ترقی میں رکاوٹ'' اور نہ جانے اسی انداز کے کن کن القاب وخطابات سے نوازا گیا۔ لیکن اسلام کے بڑھتے قدم کو روکا نہیں جا سکا، اسلام کا یہ کاروان دعوت وعزیمت آگے ہی بڑھتا رہا،

امت مسلمہ علمی، تہذیبی، سماجی، معاشی، دفاعی اور سیاسی شعبوں میں اپنی برتری ایک ہزار سال تک برقرار رکھنے کے بعد جب زوال پذیر ہوئی تو اس کے دو بنیادی اسباب تھے۔ ایک اس کی اپنے نظریہ حیات سے مستحکم وابستگی میں کمزوریاں در آئیں اور دوسرے اس کی حریف صلیبی اور یہودی قوتوں کی سازشیں، جنہوں نے نہ صرف مسلم معاشرے کو مغلوب کیا بلکہ اس پر قبضہ کر کے اسے اپنے فکر ونظر کے مطابق قوت سے بدل ڈالا تاکہ مسلمان آئندہ کبھی سر نہ اٹھا سکیں اور ہمیشہ ان کے غلام رہیں، استعماری طاقتیں اپنے اس منصوبہ میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئیں اور مسلمانوں کی عملی کمزوری سے انھوں نے فائدہ اٹھا کر اپنے نظریہ اور فکر کی ترویج کی، دینی مزاج اور صحیح الفکر افراد اور جماعتوں نے اس دام ہمرنگ زمین کو سمجھنے اور امت مسلمہ کو سمجھانے کی کوششیں اور اس سے ممکنہ حد تک بچنے کی تدابیر بھی اختیار کر کے امت کو اس سے روشناس کرایا، لیکن مغرب کا یہ ریلا اتنی تیزی سے آیا کہ تمام تر کوشش اور جدوجہد بے کار تو نہیں البتہ کم اثر ثابت ہوئیں۔

اہل مغرب نے ایک حکمت عملی تو یہ اپنائی کہ مسلم ممالک کو آزادی دیتے وقت وہاں اقتدار اپنے تربیت یافتہ آدمیوں کے سپرد کیا جائے، پھر اپنا سیاسی اثر ورسوخ باقی رکھنے کے لئے پر امن ذرائع سے (جیسے میڈیا اور جدید تعلیم وتربیت وغیرہ) مسلم اجتماعی اداروں کی تشکیل اور انھیں اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوششیں کی جائے اور ان کوششوں میں اسے عموماً کامیابی ملی۔ اس کے باوجود بعض مسلم ممالک اپنے پیروں پر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئے اور مغرب کی خواہشات کے برعکس اپنی پالیسیاں خود مختاری سے وضع کرنے کی کوشش کرنے لگے جیسے پاکستان، عراق، ملائیشیا، ترکی اور ایران وغیرہ۔

سرد جنگ کے خاتمے اور روس کے ٹوٹ جانے کے نتیجے میں امریکہ دنیا کی سپر پاور کے طور پر ابھرا اور اسے من مانی سے روکنے کے لیے کوئی طاقت موجود نہ رہی۔ دوسری طرف بعض مسلم ممالک کے کچھ ترقی کرنے اور اپنی مرضی چلانے کے نتیجے میں بعض مغربی مفکرین نے تہذیبوں کے تصادم کا نظریہ پیش کیا کیونکہ ان کی رائے میں مذہبی اختلافات اور دیگر مسائل اب ثانوی حیثیت اختیار کر چکے ہیں (''تہذیبی'' تصادم کی بات انہوں نے اس لیے کی کہ ''مذہب'' کو اہل مغرب رد کر چکے ہیں اور اس کی جگہ ان کے ہاں ''تہذیب'' لے چکی ہے) اور انہوں نے محسوس کیا کہ اسلام ہی اب ایک ایسی بڑی نظریاتی قوت ہے جس کے مغربی فکر وتہذیب کے مد مقابل آنے کا امکان ہے۔ پھر ان کی نظریں اسلام، مسلم معاشروں اور خصوصاً ان جماعتوں اور تحریکوں پر پڑتی ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بحالی کی متمنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے تہذیبوں کے تصادم کا نظریہ پیش کیا اور دنیا کی بدقسمتی یہ کہ پچھلے کئی سالوں سے امریکی اقتدار پر قابض حکمراں جماعت نے اسے قبول کر لیا۔ چنانچہ پر امن ذرائع سے مسلم ممالک کو قابو میں رکھنے کی پالیسی ترک کر کے امریکہ نے یورپ اور اقوام متحدہ کو ساتھ ملا کر اور جہاں انہوں نے ساتھ نہ دیا وہاں اکیلے ہی، اپنی فوجی قوت سے مسلم ممالک پر چڑھائی کر دی۔ اس نے افغانستان اور عراق کو تباہ برباد کر دیا اور ایران اور پاکستان کو روندنے کے حیلے بہانے تلاش کیے جا رہے ہیں اور دباؤ بڑھایا جا رہا ہے۔

ان حالات میں کہ اسلامی فکر وتہذیب کا بقاء واستحکام خطرے میں ہے اور مغربی فکر وتہذیب کا غلبہ

استیلا۔ جاری ہے اور مسلم دینی عناصر کی اس صورت حال سے نبرد آزما ہونے کے لیے بنائی جانے والی پالیسیاں ناکام ہو چکی ہیں، یہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ اس معاملے پر از سر نو غور کیا جائے اور اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے نئی حکمت عملی وضع کی جائے۔

تعلیم و تربیت اور میڈیا

تعلیم ایک خاموش انقلاب لاتی ہے اس کے لیے نعروں کی ضرورت نہیں ہوتی، اس کے لیے کسی اسلحے اور ایٹم بم کی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے حکومتی امداد کی بھی ضرورت نہیں۔ مقامی مسلم آبادی کو متحرک کیا جائے اور انہیں تعلیم و تربیت کی اہمیت بتائی جائے تو یقیناً اتنے وسائل مہیا کیے جاسکتے ہیں جن سے مقامی اسکول و کالج کو چلایا جاسکے۔ ہاں! اس کی ضمانت دینا ہوگی کہ اس اسکول کا نصاب مغربی تعلیم کا چربہ نہ ہو، بلکہ آزاد مسلم سوچ کا نتیجہ ہو، یہ نصاب اسلامی نظریۂ علم اور اسلامی کلچر پر مبنی ہو۔ مغرب کے تعلیمی تجربات کو سامنے ضرور رکھا جائے لیکن ان کی اندھی پیروی نہ کی جائے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کے اداروں کے لیے چونکہ بھاری فنڈز درکار ہوتے ہیں جو حکومتوں ہی کے بس میں ہوتے ہیں اس لیے مجوزہ تعلیمی اداروں میں سوشل سائنس یا عمرانی علوم پر توجہ مرکوز کی جائے۔ ان اسکولوں میں مسلم طلبہ و طالبات کو نہ صرف صحیح خطوط پر تعلیم دی جائے بلکہ ان کی تربیت بھی کی جائے، یعنی تعمیر سیرت اور کردار سازی اس کا لازمی حصہ اور نتیجہ ہو، اس سے بڑی تعداد میں ایسے افراد تیار ہونا شروع ہو جائیں گے جو اپنی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہوں گے اور وہ اسلامی اقدار کے پشتیبان ہوں گے۔ یہ لوگ زندگی میں جہاں بھی جائیں گے مثبت انداز میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔ وہ اگر اجتماعی اداروں کی تشکیل میں حصہ لیں گے تو ان کی بنا اسلامی اصولوں پر رکھیں گے اور جہاں ضروری ہوگا مغربی تجربات سے استفادہ بھی کرلیں گے، یہ کام مسلم معاشرے میں وسیع پیمانے پر کیا جائے تو اس سے اسلامی فکر و تہذیب کو یقیناً فروغ حاصل ہوگا، اس کا تشخص بحال ہوگا اور مسلم معاشرہ بحیثیت مجموعی مستحکم ہوگا۔

فرد پر توجہ

معاشرہ چونکہ افراد ہی سے مل کر بنتا ہے لہٰذا اگر فرد کی صحیح تعلیم و تربیت کا فعال اور مؤثر نظام وضع ہو جائے تو معاشرے کے سدھرنے اور صحیح سمت میں اس کی پیش رفت کے امکانات غالب ہو جائیں گے۔ معاشرے کی ترقی اور عروج کے لیے فرد کی اصلاح اور ترقی نہ صرف فطری اصول کے عین مطابق ہے بلکہ یہ اسلامی اصول کے مطابق بھی ہے۔

فکری جارحیت

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کو فکری لحاظ سے کسی دست گیری کی ضرورت نہیں۔ ہمارے دینی مآخذ (قرآن و سنت) الحمدللہ محفوظ و مامون ہیں، اسی لئے مسلمانوں کا سماجی ڈھانچہ مغربی تسلط کے باوجود ابھی تک قائم ہے۔ لہٰذا ہم اب بھی مغرب کو بہت کچھ دینے کے قابل ہیں، جیسے مستحکم خاندانی نظام، پرسکون زندگی، اعلیٰ اقدار، اطمینان ذہن و قلب وغیرہ۔ لہٰذا مسلمانوں کو مغرب سے فکری مرعوبیت کا شکار نہیں ہونا چاہئے اور مدافعانہ اسلوب اختیار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے رد کرتے ہوئے اس پر فکری و علمی تنقید کر کے اسے ناقص اور انسانیت کے لیے مضر ثابت کیا جائے۔ اس سے بالواسطہ یہ فائدہ بھی ہوگا کہ نوجوان مسلم نسل اپنے ماضی پر فخر کرنا سیکھے گی، اپنے مستقبل کے بارے میں پرامید ہو جائے گی، اور اس کی ملی انا مستحکم ہوگی اور یہ تاثر پختہ ہوگا کہ ہم بھی کچھ چیز ہیں۔ ہماری بھی کچھ اہمیت ہے اور دنیا میں ہمارا بھی کچھ کردار ہے۔

تیز رفتار ترقی

دراصل جس چیز کی مسلم امت کو ضرورت ہے وہ یہ کہ کسی تصادم اور چپقلش میں پڑنے کی بجائے اسے موقع ملے کہ وہ خاموشی سے مسلم عوام کی ترقی اور بہبود کے لیے تیز رفتار اقدامات کر سکے، جس کی اساس صحیح اسلامی تعلیم و تربیت ہی ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلم معاشرے میں شرح خواندگی سو فیصد ہو جائے، غربت کا خاتمہ ہو، سیاسی نظام مستحکم ہو، سماجی اقدار پر عمل ہو اور معاشی نظام کو یہودیوں کے زیر تسلط عالمی مالیاتی اداروں کے چنگل اور قرض کی مصیبت سے چھٹکارا دلایا جائے۔

یہ وہ رہنما خطوط ہیں جن پر عمل کر کے نہ صرف مسلم معاشرے کو مغربیت اور جدیدیت کے تباہ کن سیلاب سے بچایا جاسکتا ہے بلکہ مسلم اُمت کو اسلامی تناظر میں دنیاوی ترقی اور غلبہ و عروج کی سمت میں متحرک کیا جاسکتا ہے۔ ☆☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

گزشتہ سے پیوستہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قاتلانہ حملے اور سازشیں

مولانا عبدالرحمن کیلانی

۱۰:یہود کا منصوبہ قتل،۴ ہجری

بیر معونہ کے واقعہ نے ایک دفعہ پھر جنگ احد کے چرکہ کو تازہ کردیا، ستر قاریوں میں سے صرف عمرو بن امیہ ضمریؓ بچے جنہیں کافروں نے گرفتار کرلیا۔

آپؓ ان کی قید سے نکل بھاگے اور مدینہ پہنچ کر اس دردناک واقعہ کی اطلاع دی، راستے میں آپؓ نے غلطی سے دو آدمیوں کو دشمن سمجھ کر ان کا صفایا کردیا۔

حالانکہ وہ معاہد تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو بہت دکھ ہوا اور آپؐ نے فرمایا: اب ہمیں ان دو آدمیوں کی دیت ادا کرنا ہوگی، چنانچہ آپؐ رقم کی فراہمی میں مشغول ہوگئے۔

یہود بھی ابتدائی معاہدہ کی رو سے اس طرح کی دیت میں برابر کے شریک قرار دیئے گئے تھے۔

چنانچہ آپؐ چند صحابہ کرامؓ کو ساتھ لے کر اسی سلسلہ میں بنونضیر کے ہاں گئے، ان لوگوں نے آپ کو ایک مکان کے صحن میں بٹھلایا، آپ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، یہود وہاں سے اس بہانے چلے آئے کہ ہم جا کر رقم اکٹھی کرتے ہیں اور وہاں سے باہر آکر آپ کو قتل کرنے کے مشورے ہونے لگے، ایک یہودی کہنے لگا: کون ہے جو مکان کی چھت پر جاکر اوپر سے چکی کا پاٹ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر گرا کر اسے کچل ڈالے؟

ایک دوسرا بدبخت فوراً اس کام کے لئے تیار ہوگیا، ان لوگوں کے اس ارادہ کی آپ کو بذریعہ وحی خبر ہوگئی اور آپؐ فوراً وہاں سے اٹھے اور مسجد کی طرف روانہ ہوئے، صحابہ کرامؓ کو بھی آپؐ نے راہ میں یہود کے اس مذموم ارادہ سے مطلع فرمایا، یہود کی یہی غداری غزوہ بنونضیر کا فوری سبب بن گئی اور بالآخر انہیں جلاوطن ہونا پڑا۔

۱۱:ثمامہ بن اثال کا ارادہ قتل،۶ ہجری

محرم ۶ ہجری میں مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا لشکر حضرت محمد بن مسلمہؓ کی سرکردگی میں نجدی قبیلوں کی سیاسی صورتحال کی تحقیق کے لئے بھیجا گیا، یہ لشکر قبیلہ بنوحنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثال حنفی کو گرفتار کر کے آپؐ کے پاس مدینہ لے آیا، ثمامہ مسیلمہ کذاب کے حکم سے بھیس بدل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلا تھا جسے مسلمانوں نے گرفتار کرلیا، مدینہ پہنچنے پر آپ نے اس کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دینے کا حکم دیا، آپؐ اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ثمامہ! کیا صورت حال ہے؟

ثمامہ کہنے لگا: اگر مجھے قتل کردو گے تو میرا قصاص لیا جائے گا اور اگر معاف کردو تو ایک قدردان کو معاف کروگے اور اگر مال چاہتے ہو تو جتنا چاہتے ہو وہ بھی مل جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمامہ کا جواب سن کر واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہ دیا، دوسرے دن آپ پھر تشریف لائے اور وہی پہلا سا سوال کیا، جواب میں ثمامہ نے بھی وہی باتیں دہرائیں جو اس نے پہلے دن کہی تھیں، چنانچہ آپؐ نے دوسرے دن بھی کچھ جواب نہ دیا اور واپس چلے آئے۔

تیسرے دن آپ پھر اس کے پاس گئے اور تیسرے دن بھی بعینہ وہی سوال و جواب ہوئے، آپؐ نے ثمامہ کا جواب سن کر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ: "اسے رہا کردو۔"

آزاد ہونے کے بعد ثمامہ ایک باغ میں گیا، وہاں غسل کیا اور پھر آپؐ کے پاس واپس آکر اسلام قبول کرلیا اور کہنے لگا: واللہ! آج سے پہلے مجھے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ ناپسند تھا مگر آج سب سے زیادہ محبوب ہے اور پہلے مجھے آپ کا دین سب ادیان سے زیادہ ناپسند تھا مگر آج یہی دین سب سے زیادہ محبوب ہے، میں عمرہ کا ارادہ کر رہا تھا کہ مجھے آپؐ کے ساتھیوں نے پکڑ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بشارت دی اور عمرہ کرنے کی ہدایت فرمادی، چنانچہ جب عمرہ کی غرض سے ثمامہ مکہ آئے تو مشرکین کہنے لگے کہ ثمامہ بھی بے دین ہوگیا ہے، ثمامہ کہنے لگے: "نہیں، بلکہ میں تو مسلمان ہوا ہوں اور یاد رکھو کہ آئندہ تمہیں یمن سے گندم کا ایک دانہ بھی نہ پہنچے گا، تا آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس بات کا حکم دیں۔"

ثمامہ بن اثال کا قصہ صحیحین میں کئی مقامات پر مذکور ہے، مگر ان میں یہ مذکور نہیں کہ ثمامہ جب گرفتار ہوئے تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے حکم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے تھے، اس بات کی وضاحت سیرت طیبہ میں موجود ہے۔

۱۲: زہر آلود بکری سے آپؐ کے قتل کی یہودی سازش، ۷ ہجری

خیبر کے فتح ہونے اور یہود سے مزارعت کا معاملہ طے ہوجانے کے بعد آپؐ نے چند دن خیبر میں قیام فرمایا، غدار اور مکار شکست خوردہ یہود نے ان ایام میں آپؐ کو مار دینے کی ایک سازش تیار کی۔ سلام بن مشکم کی بیوی، زینب کو جو یہودی سردار مرحب کی بیٹی تھی، اس کام کے لئے آلہ کار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ زینب نے آپؐ کو دعوت کا پیغام بھیجا، جسے آپؐ نے ازراہ کرم قبول فرمالیا، آپؐ سے یہ پوچھ لیا گیا کہ آپ کون سا گوشت کھانا پسند فرماتے ہیں؟ آپؐ نے جواب میں فرمایا: دستی کا۔

یہود نے زہر آلود بکری سے سالن تیار کیا، آپؐ چند صحابہ کرامؓ سمیت وقت معینہ پر پہنچ گئے، کھانا شروع کیا تو پہلا لقمہ ڈالتے ہی آپ کو زہر کا اثر محسوس ہونے لگا اور آپؐ نے کھانے سے فوراً ہاتھ کھینچ لیا، لیکن حضرت بشیر بن براء نے چند ایک لقمے کھا لئے تھے، لہٰذا وہ زہر کے اثر سے ایک دو دن بعد شہید ہوگئے، آپؐ نے زینب کو بلاکر پوچھا تو اس نے اقبال جرم کرلیا اور یہ بھی بتلایا کہ اس سازش میں پوری یہودی قوم شریک تھی، آپؐ نے اپنی طرف سے تو زینب اور دوسرے یہودیوں کو معاف کردیا لیکن حضرت بشیر بن براء کے قصاص میں زینب کے قتل کا حکم دے دیا۔

آپؐ نے اپنی مرض الموت میں حضرت عائشہؓ سے فرمایا: ”عائشہ! مجھے اب معلوم ہوا کہ جو کھانا میں نے خیبر میں کھایا، اس کے زہر کے اثر سے میری رگ جان کٹ گئی۔“

۱۳: خسرو پرویز شاہ ایران کا ارادۂ قتل

صلح حدیبیہ اور جنگ خیبر سے فراغت کے بعد آپ کو کچھ اطمینان نصیب ہوا تو آپؐ نے شاہان عجم کے نام دعوتی خطوط لکھے اور ان خطوط کے لئے مہر بھی بنوائی۔ کسریٰ شاہ ایران کے نام آپؐ نے جو خط لکھا اور عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کے ہاتھ بحرین کے حاکم (منذر بن ساویٰ) کو روانہ کیا۔ بحرین ایران ہی کے زیر تخت اور اس کا ایک صوبہ تھا۔ بحرین کے حاکم نے وہ خط شاہ ایران کو بھیج دیا۔ کسریٰ نے جب خط پڑھا تو اسے اپنی توہین وتحقیر سمجھتے ہوئے کہا: میرا غلام ہوکر ایسا خط لکھتا ہے، پھر غصہ سے خط کو چاک کرڈالا۔ آپ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان لوگوں کو بھی ایسے ہی چاک کردے، اور آپ کی یہ دعا ان لوگوں کے حق میں حرف بحرف پوری ہوئی۔

خسرو نے نامۂ مبارک چاک کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ حاکم یمن باذان کو حکم دیا کہ وہ کسی آدمی کو مدینہ بھیجے جو اس نئے مدعی نبوت کو گرفتار کرکے ہمارے حضور پیش کرے، باذان نے اس غرض سے دو آدمی مدینہ بھیجے، انہوں نے مدینہ پہنچ کر عرض کی کہ: ”شہنشاہ کسریٰ نے تم کو بلایا ہے اگر تعمیل حکم نہ کروگے تو وہ تمہیں اور تمہارے ملک کو تباہ کردے گا۔“

آپؐ نے ان آدمیوں سے کہا کہ: ”اچھا تم کل آنا“ جب وہ دوسرے دن حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: ”تمہارے شہنشاہ عالم کو تو آج رات اس کے بیٹے نے قتل کرڈالا ہے، تم واپس چلے جاؤ اور اس سے کہہ دینا کہ اسلام کی حکومت ایران کے پایہ تک پہنچے گی۔“ وہ جب یمن واپس آئے تو وہاں خسرو کے قتل کی خبر پہنچ چکی تھی، یہ ماجرا دیکھ کر وہ لوگ مسلمان ہوگئے۔

۱۴: جادو کے ذریعہ آپؐ کو ہلاک کرنے کی یہودی سازش

تقریباً انہی ایام میں زہر آلود بکری کے واقعہ کے بعد یہود نے آپؐ کو ہلاک کرنے کی دوسری سازش یہ کی کہ انہوں نے اپنے حلیف لبید بن اعصم سے جو ماہر جادوگر تھا، آپؐ پر جادو کرایا تاکہ آپ (نعوذ باللہ) اس کے اثر سے ہلاک ہوجائیں، لبید نے اس سلسلہ میں اپنی دو لڑکیوں کو ذریعہ بنایا، انہوں نے جیسے بھی بن پڑا، آپؐ کے سر کے بال حاصل کئے، ان پر منتر پڑھا، پھر گانٹھیں لگائیں، پھر ان بالوں کو کھجوروں کے خوشوں کے غلاف میں چھپا کر ذروان نامی کنوئیں کی تہہ میں ایک پتھر کے نیچے دبادیا۔

یہ جادو اتنا تیز اور سخت تھا کہ اس کے اثر سے اس کنوئیں کے پانی کا رنگ ایسے سرخ ہوگیا جیسے اس میں مہندی ڈال دی گئی ہو اور اس کنوئیں پر واقع درختوں کے خوشے یوں لگتے تھے جیسے سانپوں کے پھن ہوں، آپؐ کے بجائے اگر کسی دوسرے شخص پر اتنا سخت جادو کیا جاتا تو وہ غالباً جانبر نہ ہوسکتا، مگر آپؐ پر اس کا صرف اتنا اثر ہوا کہ چند ماہ آپ کی یہ کیفیت رہی کہ آپ سمجھتے تھے کہ یہ کام کرچکا ہوں مگر حقیقتاً وہ کیا نہ ہوتا تھا، تاہم اس دوران کسی بھی شرعی کام میں کچھ خلل واقع نہ ہوا۔

آپؐ نے اس کیفیت کے ازالہ کے لئے اللہ سے دعا فرمائی، چنانچہ خواب میں آپ کو یہ ساری صورت حال تفصیل سے بتلادی گئی، آپؐ چند صحابہ کرامؓ کو لے کر ذروان کنوئیں پر گئے، پتھر کے نیچے سے وہ پوٹلہ نکالا، آپؐ سے کہا گیا کہ اس پوٹلے کو کھول کر اس کا توڑ کریں، لیکن آپؐ نے فرمایا: مجھے اللہ نے شفا دے دی ہے، اب میں فساد نہیں پھیلانا چاہتا، آپ نے لبید بن اعصم اور یہود سے بھی اس کا کچھ انتقام نہیں لیا۔

۱۵: ایک بدوی کا ارادۂ قتل

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر ایک مقام پر لشکر نے پڑاؤ کیا، صحابہ کرامؓ الگ الگ درختوں کے نیچے آرام کرنے لگے، آپ بھی ایک درخت کے نیچے جا بیٹھے، تلوار درخت سے لٹکادی، لیٹے ہی تھے کہ نیند غالب آگئی، اتنے میں اسلام دشمن قبیلہ کا ایک بدو وہاں پہنچ گیا، تلوار درخت سے اتار رہا تھا کہ آپ جاگ گئے، وہ تلوار ہاتھ میں لے کر کہنے لگا: محمد (ﷺ) بتاؤ! اب تمہیں مجھ سے کون بچاسکتا ہے؟

آپؐ نے فوراً جواب دیا: ''میرا اللہ!''... یہ لفظ آپؐ نے اس بیباکی سے کہے کہ وہ بدو کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور تلوار آپؐ نے سنبھال لی، جب آپؐ نے اس پر قابو پالیا، تو اسے معاف کر دیا اور اپنے پاس بٹھا کر صحابہ کرامؓ کو بلایا اور اصل ماجرا سے آگاہ کر دیا، یہ بدو اسی قبیلہ سے تھا جس کی سرکوبی کے لئے آپؐ نکلے ہوئے تھے۔

۱۶: فضالہ بن عمیر کا ارادہ قتل، ۸ ہجری

یہ وہی فضالہ ہیں جن کا باپ عمیر بن وہب جمحی بھی، صفوان بن امیہ سے مشورہ کرنے کے بعد آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے مدینہ آیا تھا اور نتیجتاً اسلام لا کر واپس مکہ جا کر مقیم ہو گیا تھا، فضالہ ابھی تک مشرک ہی تھا، فتح مکہ کے بعد آپ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے کہ فضالہ کو آپؐ کے قتل کی سوجھی، جب وہ اس ارادہ سے آپؐ کے قریب آیا تو آپؐ نے خود اسے اس کے ارادہ سے مطلع کر دیا، جس پر وہ اپنے باپ کی طرح مسلمان ہو گیا۔

۱۷: منافقوں کی آپؐ کو قتل کرنے کی سازش، ۹ ہجری

غزوۂ تبوک سے واپسی پر تقریباً ۱۵ منافقوں نے یہ سازش تیار کی کہ آپؐ کی کھلے راستہ کی بجائے گھاٹی والے راستہ کی طرف رہنمائی کی جائے اور جب آپؐ وہاں پہنچ جائیں تو آپؐ کو سواری سے اٹھا کر نیچے گھاٹی میں پھینک کر ہلاک کر دیا جائے، اسی سازش کے تحت آپؐ کی سواری کو اس راہ پر ڈال دیا گیا، حذیفہ بن یمانؓ آپؐ کے ہمراہ تھے، جب گھاٹی قریب آنے کو تھی تو چند منافق منہ پر ڈھاٹے باندھے رات کی تاریکی میں آپؐ کی طرف بڑھنے لگے، دریں اثنا آپؐ کو وحی کے ذریعہ منافقوں کے اس مذموم ارادہ کی اطلاع مل گئی تھی، آپؐ نے حذیفہ بن یمانؓ کو حکم دیا کہ ان منافقوں کی سواریوں کے چہروں پر مار مار کر تتر بتر کر دیں، اس کام سے منافقوں کو بھی شبہ ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مذموم ارادہ سے مطلع ہو چکے ہیں، لہٰذا اب انہیں اپنی جانیں بچانے کی فکر دامن گیر ہوئی اور انہوں نے راہِ فرار اختیار کی، اس طرح اللہ تعالیٰ نے منافقوں کا یہ منصوبہ قتل بھی ناکام بنا دیا۔

آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو ان منافقوں کے نام اور ان کے باپوں کے نام بھی بتلا دیئے تھے، حضرت حذیفہؓ ان کو پہچانتے بھی تھے، تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ بھی فرما دیا تھا کہ عام مسلمانوں میں انہیں مشہور نہ کیا جائے، یہ سازشی منافق بعد میں اہل عقبہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱۸: عامر بن طفیل اور اربد کی سازش قتل، ۱۰ ہجری

۱۰ ہجری میں عرب بھر سے مدینہ میں جو وفود آئے، ان میں ایک وفد عامر بن صعصعہ کا بھی تھا، یہ وفد رشد و ہدایت کی غرض سے نہیں بلکہ آپؐ کے قتل کے ناپاک ارادہ سے آیا تھا اس وفد میں ایک تو عامر بن طفیل تھا... اور یہ وہی شخص ہے جس نے فریب کاری سے بیئر معونہ پر ستر صحابہ کرامؓ کو شہید کروا دیا تھا، دوسرا اربد بن قیس، تیسرا خالد بن جعفر اور چوتھا جبار بن اسلم تھا، یہ سب کے سب قوم کے سردار اور شیطان صفت انسان تھے۔

عامر اور اربد نے راستہ ہی میں یہ سازش بنائی تھی کہ دھوکا دے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں گے، چنانچہ جب یہ وفد مدینہ پہنچا، تو عامر نے گفتگو کا آغاز کیا کہ آپ کو دھیان لگائے رکھے، اتنے میں اربد گھوم کر آپؐ کے پیچھے پہنچ گیا، وہ میان سے تلوار نکال ہی رہا تھا کہ اللہ نے اس کا ہاتھ روک لیا اور وہ اسے بے نیام بھی نہ کر سکا اور اس کی سب تدبیریں دھری کی دھری رہ گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر بددعا کی، اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا، چنانچہ واپسی پر اربد اور اس کے اونٹ پر بجلی گری جس سے وہ جل کر مر گیا، رہا عامر تو اسی واپسی کے سفر کے دوران اس کی گردن پر ایک ایسی گلٹی نکلی جس نے اسے موت سے دوچار کر دیا، مرتے وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے: ''آہ! اونٹ کی گلٹی جیسی گلٹی اور ایک فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں موت۔''

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عامر نے آپؐ سے گفتگو کا جو آغاز کیا وہ یوں تھا: ''میں آپ کو تین باتوں کا اختیار دیتا ہوں: (۱) دیہاتی آبادی کے حاکم آپؐ ہوں اور شہری آبادی کا حاکم میں ہوں گا، (۲) آپؐ کے بعد آپ کا خلیفہ میں بنوں گا، (۳) اگر یہ دونوں باتیں نامنظور ہوں تو میں غطفان کے ایک ہزار گھوڑوں اور ایک ہزار گھوڑیوں سمیت آپ پر چڑھائی کروں گا۔''

اس واقعہ کے بعد وہ ایک عورت کے گھر میں طاعون کا شکار ہو گیا اور مرتے وقت اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے: ''اونٹ کی گلٹی جیسی گلٹی اور وہ بھی فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں! میرے پاس میرا گھوڑا لاؤ'' چنانچہ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور اسی حالت میں موت نے اسے آلیا۔

سو یہ ہے ان سازشوں کی مختصر سی داستان، جن میں بالخصوص اس محسن اعظم ﷺ کی ذات کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے منصوبے تیار کیے گئے تھے، وہ محسن اعظم جو دنیا بھر کے لوگوں کی اصلاح و فلاح کے لئے یکساں درد رکھتا تھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایسی تمام سازشوں کو ناکام بنا کر ''واللہ یعصمک من الناس'' کا وعدہ اور ذمہ پورا کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی پورا ہو گیا:

''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس دین کو باقی سب ادیان پر غالب کر دے، اگرچہ مشرک لوگوں کو یہ بات ناپسند ہے۔'' (۹:۳۳)

☆☆......☆☆

کربلائے فلسطین

آج سے تقریباً ۱۴۰۰ سال قبل نواسۂ رسول سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی، حق کا علم بلند کیا، نااہل حکمرانوں کو تنبیہ کی تو کربلا کا میدان، میدانِ کارزار کا منظر پیش کرنے لگا، آپؓ ظالموں کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے، آپؓ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، آپؓ ثابت قدم رہے، آپؓ پر پانی بند کر دیا گیا، آپؓ نے حق کا علم بلند رکھا، آپؓ کے شیر خوار معصوم پیاسے بچوں کو آپ کی آنکھوں کے سامنے جامِ شہادت نوش کرنا پڑا، آپؓ کے پائے عزم میں لغزش پیدا نہ ہوئی، آپؓ کے اہلِ خانہ آپ کے سامنے شہید ہوتے رہے، آپؓ نے ظالم کی بات نہ مانی، چشم فلک دنگ تھی، جس محبوب کی خاطر کائنات کو وجود بخشا گیا، جس کا نام نامی آدم علیہ السلام کے تشریف لانے سے پہلے آسمانوں پہ لکھا گیا، جس محبوبؐ کی سیاہ زلفوں کی قسم اللہ نے قرآن میں کھائی، جس کے روشن چہرہ کی قسم اٹھائی گئی، آج اس محبوبؐ کے محبوب پر حیات تنگ کر دی گئی ہے، اللہ کے جس محبوبؐ کی دعا کی برکت سے اہلِ مکہ پہ بارش برسائی گئی، پیاسوں کو سیراب کیا گیا، آج اس محبوبؐ کے محبوبؓ پر پانی بند کر دیا گیا، اہلِ بیت کو پیاسا رکھا جا رہا ہے، خاندانِ نبوت کے چشم وچراغ پیاسوں کی آہ وبکا بھی ظالم کے پتھر دل کو موم نہ کر سکی، جس محبوب کو اللہ کے محبوبؐ نے گود میں بٹھا کر فرمایا:

"یا اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں، جو اس سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ۔"

ہاں!... ہاں! وہ محبوبؓ جو اگر دورانِ نماز محبوبؐ باری تعالیٰ کے کندھوں پر سوار ہو جاتے تو محبوبِ یزداںؐ اپنا سر سجدے سے نہ اٹھاتے، وہ محبوب جو اگر دورانِ خطبہ محبوبؐ خدا کو نظر آ جاتے تو سرکارِ دو عالم منبر سے اتر کر اس کو گود میں اٹھا کر منبر پر تشریف فرما ہوں، وہ محبوب جس کے رونے پر سرکارِ دو جہاں فرمائیں:

"فاطمہؓ! ان کو مت رلایا کر، ان کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"

ہاں، ہاں،! وہی حسین ابن علی رضی اللہ عنہما آج میدانِ کربلا میں بھوک و پیاس سے بے پرواہ

مجاہد

ہو کر دنیا کو ظلم کے اندھیروں سے نکال کر عدل و انصاف کی روشنی کی طرف لانا چاہ رہا ہے، ظالموں کے خلاف لڑ کر اپنے بعد آنے والوں کو ایک پیغام دے کر چلا گیا، اس کے عظیم خون کی بہتی دھاریں کچھ کہہ رہی تھیں، اس کا نورانی، مسکراتا، لہو سے رنگا تن سے جدا سرِ اقدس اپنے پیروکاروں کو ایک عظیم پیغام دے گیا ہے، اس کا زخموں سے چور بدن مسلمانوں سے کچھ کہہ گیا ہے، وہ پیغام کیا ہے؟؟ آج اس محبوب خاتم الانبیاء کا پیغام میرے ذہن میں گونج رہا ہے، اس کی جوانمردی، بہادری، شجاعت اور بلند ہمتی مجھے جھنجھوڑ رہی ہے، میرے جسم کا رواں رواں کانپ رہا ہے، آنکھیں بھیگتی جا رہی ہیں، قلم میرے الفاظ کا ساتھ نہیں دے پا رہا، جب میں اخبارات میں فلسطین کے مظلوم مسلمانوں پر اسرائیلی درندوں کی بربریت، جارحیت اور وحشیت کی خبریں پڑھتا ہوں، جب میں فلسطین کے مسلمانوں کے لٹے پھٹے جسم، لہولہان تن، ننگے بدن اور زخموں سے چور بکھرے اعضاء دیکھتا ہوں تو میری حالت کسی دیوانے جیسی ہو جاتی ہے، دیواروں سے سر پٹخنے کو جی چاہتا ہے، یہودی مصنوعات استعمال کرنے والوں کو کھلم کھلا گالیاں سنانے کو من کرتا ہے، یہ سب دیکھ دیکھ کر، سن سن کر اور سوچ سوچ کر میرے دماغ کی رگیں پھٹنے لگتی ہیں، سوتے میں، جاگتے میں، مجھے لفظ فلسطین ہی یاد رہتا ہے اور میں بے بسی سے صرف ہاتھ مل کر اور دانت بھینچ کر رہ جاتا ہوں۔

سوچ میں ڈوبا ہوں، سوچ ہی میں قید ہوں
بے بسی گھیرے ہوئے ہے، بے بسی میں قید ہوں

آج پھر میدانِ کربلا سج چکا ہے، حسین (رضی اللہ عنہ) کے پیروکاروں کا قتلِ عام ہو رہا ہے، آج پھر غاصبین مسلمانوں پر قبضہ کر کے ان کی نسل کشی میں مصروف ہیں، پوری دنیا اندھی بہری ہو چکی ہے، مسلم حکمران سدا کے بے حس ہیں، عرب لیگ اور او آئی سی آنکھیں بند کر کے سی سی کر رہی ہے، مغرب کے مسلم پٹھو حکمران کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے اور شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دے کر سمجھ رہے ہیں کہ دشمن ہم تک نہیں پہنچ سکتا، مغربی میڈیا اپنا خبث باطن ظاہر کر رہا ہے، آج پھر میدانِ کربلا بلا رہا ہے، پہلے یہ میدان کربلا عرب کے ملک عراق میں بلا رہا تھا، اب یہ عرب ہی کے ملک فلسطین میں بلا رہا ہے، مسلمانوں کو پکار رہا ہے، پہلے کربلا میں حسینؓ کو اپنوں نے مارا تھا، آج کربلا میں یہود حسینؓ کے پیروکاروں کو مار رہے ہیں، چلو چلو، کربلائے فلسطین لہولہان ہے، زخموں سے چور ہے، چیخ رہا ہے، چلا رہا ہے، آہ وبکا کر رہا ہے:

"اے حسینؓ کے جانشینو! کہاں ہو؟

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

اے نواسہ رسول کے محبین! خود کو مارنا چھوڑ دو

اور حسینؓ کے دشمنوں کو مارو، آؤ ہمیں بچاؤ،

ہمیں بچاؤ، ہمیں بچاؤ۔"

چلو اے حسینیو! چلو پھر کربلا فلسطین میں تم نے اپنا خون بہا کر، اپنے سر کٹوا کر پیاسی جائیں لٹوا کر اپنے گھر بار لٹا کر اس دنیا کو ظلم سے بچانا ہے، حق کا علم بلند کرنا ہے، ظالم سے ہاتھ نہیں ملانا بلکہ اسے چھرا گھونپنا ہے۔

چلو چلو! آج اپنے دادا کی سنت کو زندہ کردو، خود کو حسینؓ کے سچے عاشق ثابت کردو کہ حسینؓ کا یوم شہادت یہی تقاضا کرتا ہے مسجد اقصیٰ (قبلۂ اول) پکار رہا ہے، اس کو غاصبین سے کون چھڑائے گا، سنو اے حسینیو! اے ایوبیو سنو:

سنو بھی قبلۂ اول سے کیا آواز آتی ہے

مسلمانو! میری حرمت پرکٹ جانے کا وقت آیا

اٹھو بھی اے صلاح الدین ایوبی کے فرزندو!

پھر اس غازی کے افسانے کو دہرانے کا وقت آیا

آج ہم سب کو پھر سنت فاروقیؓ، حسینیؓ اور سنت ایوبی "زندہ کرنی ہے، ہمیں فلسطین چھڑانا ہے، قبلۂ اول آزاد کرانا ہے، دنیا بھر کے مسلمانوں کو کفار کے غیظ و غضب سے بچانا ہے:

ہمیں کشمیر جانا ہے، فلسطین کو چھڑانا ہے

ہمیں شیشان کے کوہ دامن میں خون دینا ہے

چلو اے فاروقیو! اے حسینیو! اے ایوبیو! اٹھو خواب غفلت سے جاگو کہ تمہارے اتحاد سے اسلام کے تن مردہ میں جان پڑ جائے گی، یہی شہید کربلاؓ کا پیغام ہے، اٹھو! اٹھو... جاگو، جاگو! کہ تمہیں کربلائے فلسطین بلاتا ہے:

قتل حسین دراصل مرگ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

☆☆..........☆☆

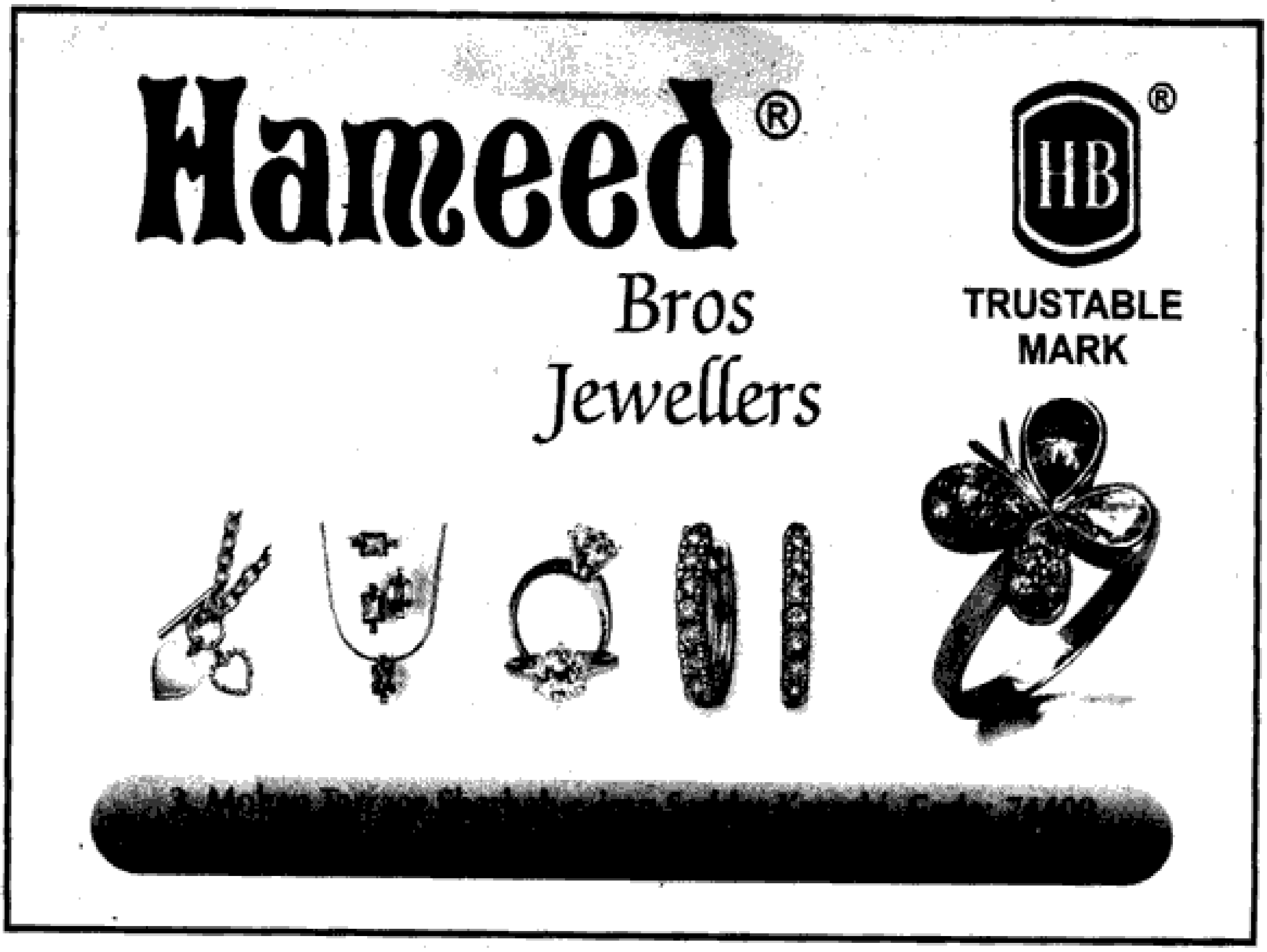

احکامِ اذان

مولانا محمد ابرار الحق

موذن کی اہمیت:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں قسم کھاؤں تو میری قسم درست ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے زیادہ محبوب وہ لوگ ہیں جو چاند وسورج کے اوقات طلوع وغروب وغیرہ کو محفوظ رکھنے والے ہیں یعنی موذن لوگ اور یہ حضرات اپنی لمبی گردنوں سے قیامت کے روز پہچان لئے جائیں گے۔ (کنزالعمال)

ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جو یہ نہ چاہتا ہو کہ ہم خدا کے محبوب بن جائیں اور یہ بے بہا لازوال دولت ہمیں حاصل ہو جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر فرما رہے ہیں آپ کا ہر قول خود ہی محکم ہے لیکن قسم کھا کر اس کو مزید اہمیت دے دی ہے، جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں، جب اللہ تعالیٰ کسی کو محبوب بنالیں تو اس سے بڑھ کون معزز ہو سکتا ہے؟

اذان کا مسنون طریقہ:

باوضو قبلہ رو کھڑے ہو کر شہادت کی انگلیاں کانوں میں دے لو اور اذان کے کلمے ادا کرو آواز بلند کرو ہر ایک کلمہ صحیح ادا کرو آواز اچھی بناؤ اور اتنی زور سے مت چیخو کہ دیکھنے والے کو ہنسی آئے جب "حی علی الصلوٰۃ" کہو تو چہرہ داہنی طرف کرلو اور "حی علی الفلاح" کہتے وقت چہرہ بائیں طرف کرلو مگر سینہ قبلہ کے ہی طرف رکھو فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد "الصلوٰۃ خیر من النوم" بھی دو بار کہو اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اقامت مسجد کے اندر اذان مسجد کے باہر بہتر ہے، اقامت پست آواز سے اور اذان بلند آواز سے۔ اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد "قد قامت الصلوٰۃ" دو بار کہا جاتا ہے اور کان کے سوراخ بھی بند نہیں کئے جاتے، اقامت میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں بائیں سر پھرانا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ (امداد الاحکام)

موذن کے آداب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اذان بغیر وضو نہ دیا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اقامت وہی کہے جس نے اذان دی ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم میں سے متقی لوگ اذان دیا کریں، اور کتاب اللہ اچھی طرح پڑھنے والے امامت کیا کریں اور اذان پہلے اس لئے ہے تاکہ نمازی حضرات اپنی نمازوں کی تیاری کریں، جب تم اذان سنو تو اچھی طرح وضو کرو اور جب اقامت سنو تو تکبیر اولیٰ پانے کے لئے آگے بڑھو اور رکوع و سجدہ میں امام سے پہل نہ کیا کرو۔ (کنز العمال)

اذان کے آداب:

یحییٰ بکاؤ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرا رہا تھا، حرم محترم کے موذنوں میں ایک شخص نے ملاقات کرنے کے بعد کہا کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے محبت کرتا ہوں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تم سے اللہ کے واسطے بغض رکھتا ہوں، کیونکہ تم پیسوں کے لئے آواز بنا بنا کر اذان دیتے ہو۔ (ابن کثیر)

فائدہ: اذان میں خوش آوازی مطلوب ہے، لیکن حد شرعی کے اندر ہو اور گانے والوں کی طرح نہ ہو۔ (امام دار الہجرہ)

امام مالکؒ بھی فرماتے ہیں کہ اس طرح آواز بنانے سے گانے کی مشابہت ہوتی ہے اور اذان کی اہمیت فوت ہو جاتی ہے۔

موذن کیسا ہونا چاہئے:

موذن صالح اور دیندار ہونا چاہئے، جو شخص پابند شرع نہ ہو فاسق ہو اس کو موذن بنانا درست نہیں ہے۔ خدا کے گھر کا موذن دیندار تعلیم یافتہ احکام دینیہ خصوصاً اذان اور نماز کے مسائل سنن، اوقات نماز، صبح صادق، صبح کاذب، زوال، سایہ اصلی وغیرہ جاننے والا ہو۔ (آج تقویم معتبرہ سے بھی معلومات حاصل کی جا سکتی ہے) اور بلند آواز خوش الحان اذان کے کلمات صحیح ادا کرنے والا ہو۔

ہمارے زمانے میں موذنوں میں یہ اوصاف بہت کم پائے جاتے ہیں، سستا اور کم سے کم تنخواہ والا موذن تلاش کیا جاتا ہے، خواہ اذان صحیح نہ پڑھ سکتا ہو، اذان کے کلمات کہیں زیادہ کھینچ کر کہے اور کہیں کم کر کے اذان کی روح کو فنا کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے اذان کا لوٹانا ضروری ہو جاتا ہے، مثلاً اللہ کی جگہ آللہ اور اکبر کی جگہ آکبر اور اکبار اور اسی طرح حی میں حا کی جگہ ھا پڑھا جاتا ہے، اسی طرح کی اور بہت سی غلطیاں ہیں۔

ائمہ کرام اور جاننے والے حضرات بھی موذنوں کی اصلاح نہیں کرتے اور نہ ہی ٹوکتے ہیں۔ اماموں پر اس کی بڑی ذمہ داری ہے اور اذان صرف اعلان کا نام نہیں، بلکہ عبادت ہے اس کو اسی شایان شان طریقے پر ادا کیا جائے کہ اسلام کی شان معلوم ہو اور سننے والے قلوب متاثر اور متوجہ ہوں اور اس کی برکتیں ظاہر ہوں۔ (علم الفقہ، روضۃ الطالبین، نور الایضاح)

اذان کا جواب اور اس کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کی آواز آئی

جب اذان پوری کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے یوم آخرت پر یقین رکھتے ہوئے اسی طرح اذان کہی' جس طرح بلال رضی اللہ عنہ نے ابھی کہی تو وہ بلاشبہ جنت میں داخل ہوگا۔ (نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امام ذمہ دار ہے اور موذن امین' اے اللہ اماموں کو راہ راست پر رکھ اور موذنوں کی مغفرت فرما' لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ایک عظیم الشان دعا موذنوں کو دی' جس سے آپ کے بعد ہم لوگ ایک دوسرے پر ریس کرنے لگیں گے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا نہیں بلکہ عنقریب میرے بعد یا تمہارے بعد ایسے لوگ ہوں گے جن میں کہ گرے پڑے گھٹیا کم عزت والے لوگ اس میں موذن ہوا کریں گے۔ (مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موذن حضرات ہم سے (ثواب میں) بہت آگے بڑھ گئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بھی اسی طرح کہو جیسے موذن کہتا ہے (تم بھی ثواب میں شریک ہو جاؤ گے) جب اذان پوری کر لو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو (قبولیت دعا کا وقت ہے) قبول کی جائے گی۔ (نسائی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اس ثواب عظیم سے محروم نہیں فرمایا' اور اس کی آسان صورت ارشاد فرمائی کہ ہر شخص گھر بیٹھے' راستہ چلتے جہاں کلمات اذان کان میں پڑیں تو موذن کی اقتدا کرے وہی ثواب اس کو بھی حاصل ہوگا۔

اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حکم اور اس کا ثواب ارشاد فرمایا' پھر ذرا غور تو فرمایئے ہماری غفلت کی انتہا پر کہ اللہ کا منادی آوازیں لگا رہا ہے اور ہم محو گفتگو خوش گپیوں میں ہیں کہ ذرا بھی پاس ولحاظ نہیں' نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا اور نہ ہی ثواب عظیم کا' سنئے اس غفلت پر بارگاہ رسالت سے کس قدر ناراضگی ہے حتیٰ کہ ملعون تک فرمایا ہے' نیز ان لوگوں میں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز ناراض ہوں گے' ایک وہ شخص بھی ہوگا جو اذان کی آواز سن کر خاموش نہیں رہتا اور اذان کا جواب نہیں دیتا' حضرت عبداللہ کی روایت میں ہے کہ انتہائی ظلم بے غیرتی کی بات ہے کہ موذن کی آواز سن کر پھر اذان کا جواب نہ دے' اس قسم کی احادیث کی بنا پر امام طحاوی نے اذان کا جواب دینا واجب لکھا ہے' اگر چہ عام علماء نے اس کو مستحب کہا ہے لیکن بات چیت اور بے توجہی تو بہر حال داخل وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے بچائے اور آپ کے حکموں کی تعمیل کی توفیق سعید بخشے۔ آمین۔

اذان کے بعد کی دعا اور اس کی اہمیت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار احسانات امت پر ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کوئی جزاء اس پر نہیں چاہی' کوئی مطالبہ اپنے لئے نہیں فرمایا' اس محسن اعظم نے صرف ایک درخواست ہم سے کی کیا وہ درخواست ہم نے دیکھی یا معلوم کی ہے؟ اگر معلوم ہے تو کتنا عمل کیا ہے؟

دوستو! غور کرو اپنے محسن کی درخواست کو ہم نے کتنا بھلا دیا ہے' صرف اسی کو اگر مرنے کے بعد پوچھ لیں کہ میں نے اور تو کوئی مطالبہ نہیں کیا' کوئی مال نہیں مانگا' صرف بارگاہ خداوندی میں ایک التجا پیش کرنے کو کہا تھا' میرے لئے کتنا مانگا' تو ہم کیا جواب دیں گے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کس قدر شرمندگی ہوگی' ابھی وقت ہے قدر کرو' آج ہی عمل شروع کر دیجئے وہ درخواست وسیلہ ہے جو اذان کے بعد دعا پڑھی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب تم اذان سنا کرو تو موذن کی طرح تم بھی کہا کرو' اس کے بعد مجھ پر درود بھیجا کرو' کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ جل شانہ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں' پھر اللہ جل شانہ سے میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو' وسیلہ جنت کا ایک درجہ ہے جو صرف ایک ہی شخص کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں' پس جو شخص میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگے گا اس کو میری شفاعت حاصل ہوگی۔ (مسلم)

اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھتے ہیں جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست اور وسیلہ ہے:

"اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ
والصلوۃ القائمۃ ات محمدن الوسیلۃ
والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمودن الذی
وعدتہ' انک لاتخلف المیعاد۔"

اذان کے بعد دعا کا قبول ہونا:

حضرت سہیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو گھڑیاں ایسی ہیں' جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' اس وقت ایسے بہت کم دعا کرنے والے ہیں جن کی دعا رد کی جاتی ہو' ایک تو اذان کے وقت' دوسرے کفار سے مقابلہ کے وقت' جب صف بندی ہو رہی ہو اور یہ جنگ اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے ہو' اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان و اقامت کے درمیان میں دعا قبول ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

اذان نہ کہنے پر وعید:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین آدمی اکٹھا ہوں پھر بھی اذان و اقامت کے ساتھ نماز نہ ادا کریں تو شیطان ان پر غالب آ جاتا ہے۔ (رواہ احمد) ☆...☆

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

گلدستہ

امام کو متنبہ کرنے کا طریقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بنو عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرما گئے کہ نماز کا وقت ہوجائے اور میں نہ آؤں تو ابوبکرؓ سے کہنا وہ نماز پڑھادیں گے، چنانچہ حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اگر تم کہو تو پڑھادیں گے۔ چنانچہ کچھ دیر انتظار کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے تو حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ نماز پڑھایئے، انہوں نے نماز پڑھانا شروع کردی، نماز ابھی شروع ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، اب لوگوں نے حضرت ابوبکرکو توجہ دلانے کے لئے تالیاں پیٹنا شروع کردیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کو کسی اور چیز کی طرف التفات نہیں ہوتا تھا۔ جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو حضرت ابوبکرکو متنبہ ہوا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے، آپ نے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا مگر صدیق اکبرؓ پیچھے ہٹ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھادی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا: تم لوگ تالیاں کیوں بجارہے تھے؟ جب تم میں سے کسی کو نماز میں کوئی چیز پیش آجائے یعنی امام کو متنبہ کرنے کی ضرورت ہو تو سبحان اللہ کہے اور پھر حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ: جب میں نے کہا تھا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور نماز پڑھاؤ تو تم پیچھے کیوں ہٹے؟ انہوں نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے ہوکر نماز پڑھائے۔

محمد بن ابی بکرؓ کی مظلومانہ شہادت

حجۃ الوداع کے سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی شان! حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے یہاں بچہ پیدا ہوا، (محمد ابن ابی بکر) اور یہ حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت اسماءؓ پہلے حضرت ابوبکرؓ کے نکاح میں تھیں، ان کی وفات کے بعد حضرت علیؓ سے نکاح کرلیا تھا، محمد ابن ابی بکرکو حضرت علیؓ کے زمانے میں مصر میں نہایت بے دردی سے شہید کردیا گیا، پہلے ان کو شہید کیا گیا اور پھر گدھے کی کھال میں لپیٹ کر آگ لگائی گئی، ان کی والدہ کو اس کا پتہ چلا تو صدمے کی وجہ سے ان کی چھاتیوں سے خون نکلنے لگا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مسجد نبوی میں باآواز بلند گفتگو

حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ: میں مسجد میں سویا ہوا تھا ایک آدمی نے مجھے کسی چیز کے ذریعے جگایا، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے فرمایا: ان دونوں آدمیوں کو بلاکر لاؤ: یہ کچھ لوگ تھے جو مدینے سے باہر سے آئے تھے اور آپس میں اونچی آواز سے بات کررہے تھے، میں ان دونوں کو بلا کر لایا تو ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ مدینے کے تو معلوم نہیں ہوتے، کہاں سے آئے ہو؟ جس طرح اونچی آواز نکالتے ہو، مسجد میں تو میں تمہاری پٹائی کرتا، مگر تم مہمان ہو اس لئے تمہیں کچھ نہیں کہتا اور آئندہ تمہیں فہمائش کرتا ہوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز اونچی کرنے سے ایذا پہنچتی ہے اس لئے آواز اونچی نہ کرو۔

فرما گئے ہیں یہ ہادی　ختم نبوت زندہ باد　لانبی بعدی

ختم نبوت کورس پروگرام

بچوں کے لئے دلچسپ معلوماتی پروگرام

قیمتی انعامات جیتنے کا نادر موقع

عقیدہ ختم نبوت

ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اس کے تحفظ کے لئے ہر دور میں نوجوانان اسلام نے مثالی کردار ادا کیا ہے نوجوانوں کی علمی اور عملی ترقی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام "ختم نبوت کورس پروگرام" کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ آپ دوستوں سے گزارش ہے کہ اپنے ہمراہ دیگر ساتھیوں کے ساتھ اس پروگرام میں ضرور شرکت فرمائیں۔

پروگرام بتاریخ: ۸ فروری ۲۰۰۹ء بروز اتوار

بوقت: صبح 9 تا ظہر تک

بمقام: گورنمنٹ گرلز اسکول، شموزی محلہ

چاندنی چوک، یوٹیلیٹی اسٹور والی گلی، یوسی: 6، بلدیہ ٹاؤن

شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

فون: 021-2780337، سیل: 0334-3388750

مال

تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ شاہ ایران کسریٰ کا خزانہ مدینہ منورہ میں آیا جس میں اس کا سونے کا تاج بھی تھا جو حضرت سراقہ بن مالکؓ کو پہنایا گیا، تاج کسریٰ کیا تھا؟ جواہرات کا ایک ڈھیر تھا جو اس میں لگا دیا گیا تھا اور یہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ تھا جو بیت المال میں پہنچایا گیا چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیے گئے پانچواں حصہ مدینے میں بھیجا گیا، اس دن اہل مدینہ میں جتنی خوشی تھی وہ دیکھنے کے لائق تھی سب لوگ خوش تھے فرحاں وشاداں تھے لیکن حضرت عمرؓ مسجد کے کونے میں بیٹھے رو رہے تھے، ایک آدمی رو رہا تھا باقی سب خوش تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کے پاس گئے اور پوچھا: یا امیرالمومنین! سارے مدینے والے خوش ہیں اور آپ بیٹھے رو رہے ہیں، یہ کوئی رونے کا موقع ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں تو یہ سوچ کر رو رہا ہوں کہ جو مال ان کے مالکوں کو نہیں ہضم ہوا ہے وہ ہمیں کیسے ہضم ہوگا؟ جس مال نے قیصر وکسریٰ کو ہلاک کر دیا وہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟

علم کا ایک باب...

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ عشاء کی نماز کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس گئے، عشاء کی نماز ہو چکی تھی اور جا کر کہا کہ: میں آپ کے پاس بیٹھنے کے لئے آیا ہوں، حضرت عمرؓ نے ڈانٹ کر فرمایا کہ: اب کوئی بیٹھنے کا وقت نہیں ہے، کہنے لگے: فقہ کے کچھ مسائل ہیں، ان کے بارے میں گفتگو کرنی ہے، فرمایا: بیٹھ جاؤ اور دیر تک گفتگو ہوئی۔ حضرت ابوموسیٰؓ بھی بیٹھے رہے، اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ نے اجازت لی اور ساتھ ہی کہا: حضرت! آپ چاہیں تو ساتھ ہی تہجد کی نماز پڑھ لیتے ہیں، کیوں کہ تہجد کا وقت ہو گیا ہے؟ فرمایا: ''جب سے تم میرے پاس بیٹھے تھے تب سے تہجد ہی

اڈا پیر عبدالرحمن جھنگ میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اڈا پیر عبدالرحمٰن احمد پور سیال جھنگ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، قاری عمر حیات فاروقی، مولانا عمران ساقی، مولانا غلام حسین جھنگ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مقررین نے قادیانیوں سے اقتصادی وعمرانی بائیکاٹ کی اپیل کی۔

ہو رہی تھی اور کیا ہو رہا تھا؟''

اللہ تعالیٰ کی پکڑ

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا، حکم فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دو کہ شریعت کا حکم ہے، چور ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا کہ: امیرالمومنین! میں نے پہلی مرتبہ چوری کی ہے، اس مرتبہ تو مجھے معاف کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''اللہ کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کریم ہے کہ پہلی بار آدمی کو پکڑوا دیں یہ اس کے کرم سے بعید ہے۔'' جن لوگوں کے پردے فاش ہو جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے سامنے جری بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حلم، اس کی ستاری سے مغرور نہ ہو جاؤ، دھوکہ نہ کھا جاؤ، اس لئے کہ دیر سے پکڑیں گے لیکن جب پکڑیں گے تو سخت پکڑیں گے۔

دو دھاری تلوار

حضرت عمرؓ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملنے گئے، تو دیکھا کہ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ کے خلیفہ! کیا ماجرا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: اس نے مجھ کو بہت سے گھاٹوں پر اتارا ہے ذرا اس کو تنبیہ کر رہا ہوں۔ اللہ اکبر! یہ صدیق ہیں جن کی زبان سے صدق کے سوا کچھ نہیں نکلتا تھا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے بدن کے تمام اعضاء زبان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھ! ہم تیرے ساتھ ہیں، اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی چلی تو ہم بھی ٹیڑھے چلیں گے۔ گویا تیری وجہ سے ٹیڑھا چلنا ہوگا۔ زبان بڑی خطرناک چیز ہے اور خطرناک ہتھیار کو لوگ بند کر کے رکھا کرتے ہیں۔ اللہ نے اس دودھاری تلوار کو نیام کے اندر رکھا ہے، یہ تمہاری مرضی ہے کہ جب چاہو اس کو کھولو (جب چاہو اس کو بند کرو، لیکن بہرحال یہ بند ہی بہتر ہے) فضولیات کے بجائے یہ زبان اگر ذکراللہ سے معمور رہے تو یہ نعمت عظمیٰ ہے۔ ☆......☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار، میٹھادر کراچی
فون: 2545573

خبروں پر ایک نظر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

ٹنڈو آدم (رپورٹ: حافظ محمد فرقان انصاری) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع ۱۰/ محرم الحرام کو بعد نماز عصر حافظ نعت اللہ انڈھڑ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے بعد حماد نے نعت پیش کی، اجتماع کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ راہنما حضرت علامہ احمد میاں حمادی نے کی۔ اجتماع میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد راشد مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ملک میں فسادات کی راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اس لئے مسلمان اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور مجاہدین ختم نبوت ہمت اور حوصلہ سے کام کریں۔ اجتماع میں محمد طاہر کی، حافظ محمد زاہد حجازی، حافظ محمد طارق حمادی سمیت تمام یونیز کے کارکنان ختم نبوت نے شرکت کی جبکہ قرب وجوار کے گاؤں گوٹھوں کے خدام ختم نبوت نے بھرپور شرکت کی۔ مغرب کے بعد دوسری نشست کا آغاز راقم الحروف نے تلاوت کلام پاک سے کیا اس کے بعد صدر اجلاس حضرت علامہ احمد میاں حمادی نے ایمان افروز واقعات بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ اسلام پر بڑے مشکل اور کٹھن وقت آئے مگر اسلام کو سرنگوں کرنے والی قوتیں خود ختم ہوگئیں، تاتاریوں کا فتنہ کتنا بڑا تھا مگر اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت فرمائی اور اسلام اب تک سلامت اور قیامت تک سلامت رہے گا، تحفظ ختم نبوت کی خاطر کام کرنے والے مجاہدین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اس گئے گزرے دور میں ناموس رسالت کی خاطر سربکف ہیں یہ درحقیقت اللہ کی عطا ہے اس پر سب ساتھی جتنا اللہ کریم کا شکر کریں کم ہے۔

قارئین اور جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین اور دیگر جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیوں اور ان کی ارتدادی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت سدباب کیا جاسکے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جاسکے۔

سانحہ ارتحال

چکوال سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما، جامع مسجد بھون کے خطیب مولانا مفتی محمد معاذ کے والد گرامی مولانا عطا محمد ۸/ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ مطابق ۶/ جنوری ۲۰۰۹ء کو انتقال فرماگئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ نوراجہ بھٹہ جلال پور پیروالا ان کے آبائی علاقہ میں ہوئی۔ جنازہ میں سینکڑوں حضرات نے شرکت کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ مولانا نے کہا کہ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک وصالح عالم دین اور زاہد و تارک الدنیا انسان تھے۔ تادم واپسیں ان کی زبان ذکر خداوندی سے رطب اللسان رہی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد طیب، مولانا زاہد وسیم نے مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

اٹھائیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو آدم کا فیصلہ

ٹنڈو آدم (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کی جانب سے فیصلہ کیا گیا کہ اٹھائیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس اس سال ۱۷/ اپریل جمعہ کو صبح نو بجے سے رات گئے تک ہوگی۔ جمعیت علماء اسلام کے صوبائی جنرل سیکریٹری سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو اس کانفرنس سے خطاب کریں گے جبکہ مجلس کے مرکزی مبلغ مفتی حفیظ الرحمٰن رحمانی، مولانا محمد راشد مدنی، مفتی محمد طاہر کی، مولانا اکرم طوفانی اور مولانا اسمٰعیل شجاع آبادی کے علاوہ مولانا عبدالغفور حقانی، شیخ الحدیث مولانا عبدالغفور قاسمی، شیخ الحدیث مولانا محمد مراد ہالیجوی، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، درگاہ عالیہ ہالیجی شریف کے سجادہ نشین مولانا عبدالصمد ہالیجوی، درگاہ عالیہ پیر شریف کے سجادہ نشین مولانا عبدالعزیز قریشی، درگاہ عالیہ امروٹ شریف کے سجادہ نشین مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹی، حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے جانشین مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا صبغت اللہ جوئی، صاحبزادہ مولانا احمد علی عباسی، مولانا عبدالرزاق میکھو، حافظ خادم حسین شر بلوچ، مجلس بلوچستان کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد کوئٹہ، قاری کامران احمد، سید سلمان گیلانی، الحاج امداداللہ بھلپوٹہ سمیت ملک بھر کے معروف علماء سے فوری رابطہ کرکے اس کانفرنس میں خطاب کے لئے وقت لیں گے، کانفرنس کے انعقاد کی خبر پر تمام کارکنان ختم نبوت نے زبردست جوش وخروش اور خوشی کا اظہار کیا اور تمام گاؤں گوٹھوں کے علاوہ حیدرآباد، ٹیاری، ٹنڈو الہ یار، نواب شاہ، خیرپور میرس، سکھر، کوٹری اور میرپور خاص سمیت اندرون سندھ میں کانفرنس کی دعوت عام کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

بقیہ:......آپ کے مسائل

اس کی مغفرت کے لئے قرآن خوانی کروانا وغیرہ، کیا یہ سب کچھ نادانستگی اور کم علمی ہوسکتی ہے؟

۳: کیا ایسا کم علم شخص کسی ایسے تعلیمی ادارے کا سربراہ ہوسکتا ہے؟ جس میں مسلمانوں کے ہزاروں بچوں کے مستقبل کا ہی نہیں بلکہ ان کے ایمان کا سوال بھی ہو؟ ایسے شخص اور ادارے کے بارے میں شرعی احکام کیا ہیں؟ نیز ہر سوال کا الگ الگ جواب عنایت فرمائیں۔

جواب:

۱:...... ضلع گورداسپور کی بستی قادیان کے رہائشی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو نبی، رسول، مسیح، مہدی، مجدد یا ولی ماننے والے قادیانی اور مرزائی کہلاتے ہیں۔ قرآن، سنت، اجماع اور آئین پاکستان کی رو سے یہ لوگ کافر، مرتد اور زندیق ہیں، اور جو شخص ان کو مسلمان سمجھے اور مسلمان سمجھ کر ان کی نماز جنازہ پڑھے، ان کے لئے قرآن خوانی کرے، ایصال ثواب کرے یا اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے، وہ بھی کافر و مرتد ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا، اگر اس نے حج کیا تھا تو اس کا حج بھی باطل ہوگیا۔ ایسے شخص پر تجدید ایمان، تجدید نکاح اور تجدید حج وغیرہ لازم ہے۔ اگر کوئی شخص سمجھانے سے بھی باز نہ آئے یا تجدید ایمان و نکاح نہ کرے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس سے مکمل بائیکاٹ کریں، اور اس کے ساتھ غیر مسلم مرتدوں کا سا سلوک کریں۔ لہٰذا آپ کی مسئولہ صورت میں شخص مذکور چونکہ اس خاتون مرزائی ٹیچر کو مسلمان سمجھتا ہے اور مسلمان سمجھ کر اس نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور دوسرے لوگوں کو اس کی ترغیب دی ہے، پھر نعوذ باللہ اس زندیقہ کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا ہے، اس لئے یہ شخص بھی اس مرتدہ و زندیقہ کے ساتھ برابر کا مرتد و زندیق ہے، لہٰذا اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا نہیں مرتدوں کا سا سلوک کیا جائے تا آنکہ وہ اس کفر و زندقہ سے توبہ کرلے۔

۲:...... جب یہ شخص اپنے قول و فعل سے مسلمان ہی نہیں رہا تو اس سے سب کچھ ممکن ہے۔ بہرحال کسی شخص کا زنانہ جوتی کی تصویر کی نوک سے متصل اور ملا کر اللہ کا نام لکھنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی تحریر کرنا، بدترین گستاخی ہے۔ بلاشبہ یہ کسی گستاخ مرزائی، قادیانی، ان کے کسی خوشہ چیں یا سرپرست ملحد کا کارنامہ ہوسکتا ہے، اہل علاقہ کو چاہئے کہ اس ملعون کی گردن ناپیں اور اس کو قرار واقعی سزا دلوائیں۔

۳:...... اس ملعون و موذی کا ہیروز کی فہرست میں آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اپنا اور بانی پاکستان محمد علی جناح کا نام لکھنا، آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پامال کرنے کے مترادف ہے، دوسرے الفاظ میں وہ ملعون معصوم طلبا کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ ان چند ناموں میں سے تم کس کو اپنا ہیرو بنانا چاہتے ہو؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ یا بانی پاکستان کو؟ یا مجھے؟ اس گندگی کے کیڑے کو کس نے حق دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ قرار دے؟ یا ان کے مقابلہ میں اپنا بدبودار نام پیش کرے؟ کیا مسلمان مرگئے ہیں کہ ایسا ملحد ہماری نئی نسل اور معصوم بچوں کی دینی اور تعلیمی تربیت کا ذمہ دار ہے؟ اور مسلمان بچے اس کے ادارہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں؟ بتلایا جائے کہ ایسے بدباطن کی زیر تربیت پڑھنے والے بچے مسلمان رہیں گے؟ یا ان کا عقیدہ سلامت رہ سکے گا؟

الغرض یہ ملعون و بدباطن شخص ملحد و بے دین اور کافر و مرتد ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کو فی الفور اس تعلیمی ادارے سے نکال باہر کریں اور اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرکے اسے قرار واقعی سزا دلوائیں۔

پلاٹ کی موجودہ قیمت میں حصہ

والدہ کاشان، کراچی

س:...... مرحوم والد کے پیسے سے ۱۹۷۸ء میں ایک پلاٹ خریدا گیا تھا۔ اس وقت پلاٹ کی قیمت پندرہ ہزار روپے تھی۔ یہ پلاٹ والدہ کے نام سے خریدا گیا تھا، والدہ اب بھی حیات ہیں، اب یہ پلاٹ چار لاکھ روپے کا فروخت ہوگیا ہے۔ ہم تین بہنیں اور دو بھائی ہیں، پلاٹ میں دونوں بھائی آدھے آدھے حصے میں رہ رہے تھے، جبکہ ایک بھائی نے آدھے پلاٹ کا حصہ موجودہ قیمت سے ہمیں دیدیا ہے اور دوسرا بھائی ہمارا حصہ موجودہ قیمت سے دینے کو تیار نہیں ہے، وہ پرانی قیمت سے دینا چاہتا ہے۔ برائے مہربانی اس مسئلے کا حل نکالیں؟

ج:...... وہ پلاٹ چونکہ ابھی بکا ہے اور اس کی موجودہ قیمت چار لاکھ ہے، اس لئے بہنوں کو بھی اسی موجودہ قیمت کے حساب سے حصہ ملے گا، آپ کے بھائی کا پرانی قیمت میں سے حصہ دینے کا نظریہ شرعاً غلط ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

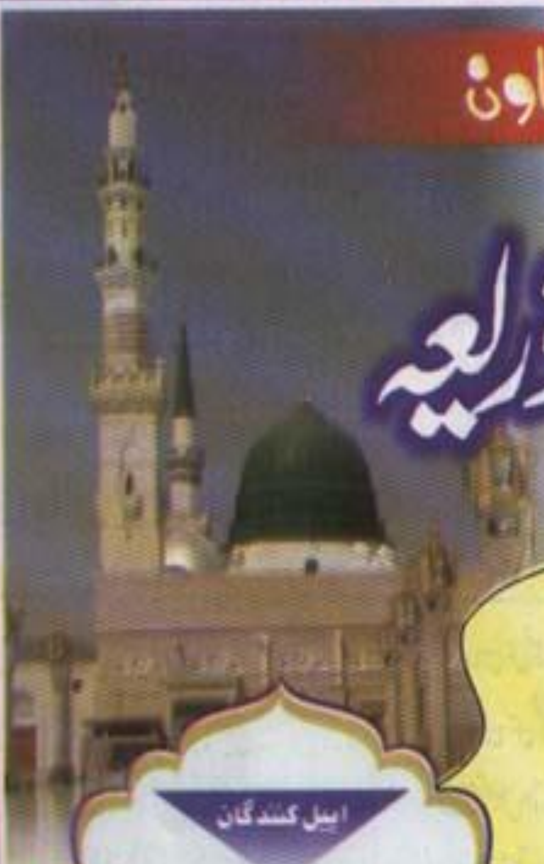

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔